ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور







احادیثِ رسول

قیامت کی نشانی ــــ کثرتِ مال

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَکْثُرَ الْمَالُ وَیَفِیْضَ حَتّٰی یُخْرِجَ الرَّجُلُ زَکٰوةَ مَالِهٖ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّ اَنْهَارًا۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاکِنُ اِهَابَ اَوْیَهَابَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی مگر جب مال کی بہتات اتنی ہو جائے کہ ہر طرف سے اُبل پڑے اور نوبت یہ آجائے کہ آدمی صدقہ اور زکوٰۃ لئے لئے پھرے مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہ ملے اور جب عرب کا خشک ریگستان سبزہ زار ہو جائے اور نہریں ہر طرف بہنے لگیں۔ انہی سے ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آبادی اتنی بڑھ جائے کہ مدینہ کے مقام ایاب یا یہاب تک پہنچ جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کی کثرت اور آبادی کا بڑھ جانا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا عنقریب ختم ہونے والی ہے۔ خیریت اس وقت تک معلوم ہوتی ہے جب تک آدمی ضرورت کے مطابق مال پر اکتفا کرے۔ نہ ہر وقت مال جمع کرنے کی دھن میں لگا رہے۔ اللہ کی عبادت، اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اصلاح میں زیادہ وقت صرف کرے۔ مال کی فراوانی کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا ہے کہ آدمی لذیذ، مزیدار کھانے، خوش ذائقہ شربت وغیرہ پینے میں ہر وقت مشغول رہتا ہے ــــ آرام طلب ہو جاتا ہے۔ غم غلط کرنے کو نشہ پانی کی طرف دوڑتا ہے۔ شراب نوشی، جوا بازی، زناکاری اور عیاشی عام ہو جاتی ہے۔ لوگ یہ سمجھ کرکے کہ دنیا کے مزے پیسے ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں اس دھن میں لگ جاتے ہیں کہ کسی طرح بہت سا پیسہ ہاتھ آجائے۔ آدمی دیکھتا ہے کہ جس کے پاس پیسہ ہے وہ مزے اڑاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوٹ مار، چوری، قتل و خون، دھوکے بازی کا بازار گرم ہوتا ہے اور جس طرح ہو سکتا ہے ہر ایک دوسروں کی جیب کتر کر اپنا جیب بھرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ صبر و اطمینان مفقود ہو جاتا ہے۔ اگر پریشانی لاحق ہو تو شراب نوشی سے اس کا علاج کرتا ہے۔ نشہ کی ترنگ میں کچھ اور ہی سوجھتی ہے۔ گناہ اور بدکاری میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آبادی کی کثرت ہو جاتی ہے لوگوں کی تعداد دن دونی رات چوگنی بڑھنے لگتی ہے۔ روپیہ کی کثرت سے زمین کی پیداوار جس پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے جنگلی سے جنگلی ہوتی چلی جاتی ہے۔ سمجھدار لوگ اصلاح کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کے کیے دھرے کچھ ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ بچارے شور مچا کر بیٹھ رہتے ہیں۔

غور کرنا چاہیے کہ یہ دنیا کے جانے کی علامتیں نہیں تو اور کیا ہے۔

ماہانہ مجلسِ ذکر حسب معمول ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۳/۱۰/۷۷ بروز اتوار بعد نماز مغرب مسجد خضراء سمن آباد میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی مجلس ذکر کرائیں گے۔ احباب سے شرکت کی درخواست ہے۔

(حاجی بشیر احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

خُدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۲ — شمارہ نمبر ۳۸

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

© مولانا محمد اجمل

© زاہد الراشدی

© صاحبزادہ ...

بدل اشتراک

سالانہ ۳۰/۰۰

ششماہی ۲۰/۰۰

۱۰/۰۰

ایک روپیہ

آج کے حالات میں

ہمارا فرض

میاں ممتاز دولتانہ نے بعد میں مجھے ایک واقعہ سنایا کہ جس روز یحییٰ خاں صدارت کا عہدہ سنبھالا، اس روز بھٹو صاحب نے انہیں (دولتانہ کو) کھانے کی دعوت دی ہوئی تھی۔ دولتانہ صاحب اور ان کی بیگم کلفٹن (کراچی) میں بھٹو صاحب کی اقامت گاہ پر پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ بھٹو صاحب کی طبیعت ناساز ہے۔ اور وہ اپنے بیڈ روم میں ہیں —
دولتانہ صاحب ان کی عیادت کے لئے بیڈ روم میں گئے۔ بھٹو صاحب نے انہیں کہا: "آپ نے سنا نہیں کہ جنرل یحییٰ نے صدارت بھی ASSUME کر لی (سنبھال لی) ہے۔ اس شخص نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ملک کی عام صورتِ حال کے پیشِ نظر ایوب خان کو حکومت سے الگ کرنا چاہتا ہے۔ ایوب خان کی علیحدگی کے بعد بھی بدستور ایک سپاہی رہے گا اور مجھے ملک کا صدر بنا دے گا۔"

یہ اقتباس جو آپ نے ملاحظہ فرمایا ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ کی اشاعت ۲۳ جنوری تا ۵ فروری ۷۸ء سے نقل کیا گیا ہے۔ پی، ڈی، پی کے سربراہ اور ہماری قومی و ملی زندگی کی جانی پہچانی شخصیت جناب نوابزادہ نصر اللہ خاں کا ایک طویل انٹرویو جو "اسلامی جمہوریہ" کے نمائندے نے کئی مجلسوں میں لیا، شامل اشاعت ہے۔ اس میں نوابزادہ نصر اللہ خان نے سیاسی زندگی میں قدم رکھنے سے لے کر سقوط مشرقی پاکستان تک کی داستان ذکر کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعض حصوں سے کسی کو اختلاف ہو لیکن مجموعی حیثیت سے یہ داستان ایسی نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے آنے والے مؤرخ کے لیے یہ ایک ایسی دستاویز ہے جس سے اس کو بہرحال استفادہ کرنا ہو گا۔

محولہ بالا اقتباس کا تعلق چار شخصیتوں سے ہے۔ یعنی جنرل یحییٰ، مسٹر بھٹو،

مستانہ دولتانہ اور نوابزادہ صاحب ! یحییٰ خان نے بھٹو صاحب سے وعدہ کیا کہ وہ "سپاہی" رہے گا اور صدارت کا تاج ان کے سر پہ رکھے گا لیکن اس نے صدارت خود سنبھال لی تو بھٹو صاحب کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ انہوں نے اپنے مہمان اور آج کے ملازم میاں دولتانہ کو یہ افسوسناک صورت حال بتلائی جس نے آگے چل کر نوابزادہ صاحب کو یہ کہانی سنائی۔ اس داستان و کہانی سے جس بات کی طرف ہمیں آپ کو توجہ دلانا ہے وہ ہے بھٹو صاحب کی "خواہش اقتدار"۔ ہمارا خیال ہی نہیں یقین ہے کہ بھٹو صاحب اقتدار کے بغیر کسی صورت نہیں رہ سکتے چاہے اس کے لیے انہیں کیا ہی پاپڑ کیوں نہ بیلنے پڑیں۔

یہ تو واقعہ ہے کہ انہیں سکندر مرزا نے امریکہ سے بلایا چندے بعد سکندر مرزا چلا گیا تو انہوں نے اپنے محسن سکندر کا ساتھ دینے کے بجائے ایوب سے یاری گانٹھ لی اور یہ یاری "من تو شدم تو من شدی" کے درجہ میں پہنچ گئی۔ بالآخر تاشقند میں اصل آقاؤں کی مرضی مصنوعی جنگ کا ڈھونگ رچایا گیا اور فوجی جنتا کے بعض عناصر سے اسی وقت بھٹو صاحب کا گٹھ جوڑ ہو گیا۔ یحییٰ خانی دور کے ایک وزیر جی ڈبلیو چودھری کی داستان اس ملک میں بہت شائع ہو گئی ہے۔ اس میں یہ تفصیل موجود ہے کہ بھٹو صاحب کا فوجی جنتا کے کن کن عناصر سے گٹھ جوڑ تھا اور کیسے کیسے؟ اوپر کا نقل کیا ہوا اقتباس بھی ایک فوجی "یحییٰ خان" کی طرف سے کیے وعدوں کی عکاسی کرتا ہے۔ جب یحییٰ خان نے وہ وعدہ پورا نہ کیا تو بھٹو صاحب علیل ہو گئے اور اس جسمانی سے زیادہ ذہنی علالت نے پھر انہیں اس موڑ پہ پہنچایا کہ وہ ملک کے ایک حصہ کی قربانی دے کر صدارت کا منصب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم اس بات کو بڑی ذمہ داری سے کہہ رہے ہیں کہ اگر بھٹو صاحب ڈھاکہ کے اصل سیشن میں شرکت فرما لیتے اور لاہور و کراچی میں اشتعال انگیز تقریریں نہ کرتے تو یہ روز بد ہمیں نہ دیکھنا پڑتا۔ اس کے بعد وہ یو این او میں پولینڈ کی مصالحتی قرار داد پھاڑ کر غیر مصالحانہ رویہ اختیار نہ کرتے اور تدبر و تحمل اور حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے تب بھی ہم اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر سکتے تھے لیکن "خواہش اقتدار" نے انہیں اتنا اندھا کر دیا تھا کہ وہ کوئی بات سننے کے لیے تیار نہ تھے اور انہیں چین آیا تو تب جب روم سے پاکستان ائر فورس کا طیارہ انہیں اسلام آباد لے آیا۔ اور ائرپورٹ سے سیدھا ایوان صدارت پہنچا کر یحییٰ خان سے صدارتی اختیارات انہیں منتقل ہو گئے۔

اس سے آگے چلیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ان کی خواہش اقتدار کے پورا ہونے کی پہلی قسط تھی وہ تو غالباً یہ کچھ چاہتے تھے اور چاہتے ہیں کہ اس ملک میں مجھے "شہنشاہ معظم" کا درجہ حاصل ہو اور یہاں انا ولا غیری کا ناقوس بجے۔ انہوں نے یہاں کی موثر شخصیتوں اور جماعتوں کو اپنے دام فریب میں لا کر یہ چاہا کہ اگر یہ میری مان لیں تو باقی سب اچھا! لیکن جب یہاں کے محب وطن افراد اور جماعتوں نے ان کے اس جذبہ کی تسکین میں کوئی کردار ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو ان پر مختلف قسم کے الزامات لگا کر انہیں جیلوں میں نظر بند کر دیا۔ حکومتوں میں ان کا حق ان سے چھین لیا۔ اور ذاتی آمریت قائم کرنے کے لیے عجیب و غریب ہتھکنڈے استعمال کیے۔ لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود انہیں سرحد و بلوچستان میں کبھی بھی بہتر حالات نصیب نہ ہو سکے اور بالخصوص بلوچستان تو آج تک ظلم و ستم کی آگ میں جل رہا ہے۔ لیکن سلام ہو ان باعزت و خوددار اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار بلوچیوں کو جنہوں نے ہر ظلم سہہ کر بھی ملک سے اپنی لازوال محبت کا ثبوت دیا اور دے رہے ہیں۔

لیکن بھٹو صاحب ہیں کہ قومی اتحاد کے واضح اعلان کے باوجود وہ بلوچستان کو مکمل طریق سے فتح کرنے پہ تلے ہوئے ہیں اور یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ ابھی جبکہ نئے انتخاب میں مہینہ بھر باقی ہے بلوچستان میں تو ہمیں اکثریت حاصل ہو چکی ہے۔

اس کے بعد وہ جشن جمہوری سندھ میں بھی ایسا ہی ناٹک رچا رہے ہیں اور وہاں بھی قومی اسمبلی کے بعد سندھ اسمبلی میں بھی نصف کے قریب قریب سیٹیں بلا مقابلہ حاصل کرنے کا اعلان آ چکا ہے۔

ظاہر ہے کہ خواہش اقتدار میں اس حد تک اندھے پن کا

مظاہرہ کرنے والوں سے کچھ کہنا تو عبث ہے لیکن الیکشن کمیشن، قومی اتحاد پاکستان اور ملک کے عوام پر انتہائی اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

الیکشن کمیشن کے حضور ان دکھی اور ستم رسیدہ لوگوں کی فریادیں پہنچ چکی ہیں جنہیں اغوا کیا گیا، گرفتار کیا گیا، مارا پیٹا گیا اور مختلف حیلوں بہانوں سے انہیں الیکشن لڑنے سے روک دیا گیا۔ لیکن وہاں سے ارشاد ہوتا ہے کہ "دستاویزی ثبوت" لانے ہوں گے، تب بات بنے گی۔ یہ بات دلچسپ بھی ہے اور عجیب بھی کہ جن لوگوں کی جیب سے رقمیں نکال لی گئیں، کلائیوں سے گھڑیاں اتار لی گئیں اور ایسا کرنے والے پولیس وغیرہ کے اہلکار تھے اور کئی ایک مقامات پر ذمہ دار افسروں کی موجودگی میں ایسا ہوا۔ وہ غریب دستاویزی ثبوت کہاں سے لائیں گے، جب ان کا سب کچھ چھین لیا گیا تو پھر دستاویز کہاں ہے؟ ان کے تار رکوا دیئے گئے، ان کی رپورٹ تک درج نہ ہوئی، ایسے میں دستاویزی ثبوت طلب کرنا ایک معمہ ہے۔ ہم شریف النفس الیکشن کمشنر صاحب سے اگر عرض کریں کہ حضور والا! اس وقت الیکشن کی بات نہیں ملک کی بقا، سالمیت اور استحکام کی بات ہے اور اگر آپ اس پیارے وطن کے متعلق کوئی مؤثر کردار ادا نہیں فرما سکتے جس نے آپ کو ہر عزت سے نوازا ہے تو پھر اس سیٹ کو چھوڑ دیں تاکہ آنے والا مؤرخ آپ کی جرأت و استقامت کو سلام کہہ سکے۔

قومی اتحاد کے رہنماؤں سے ہمیں یہ کہنا ہے کہ یہ صحیح ہے وقت بہت کم ہے اور آپ کی مصروفیات بہت زیادہ ہیں لیکن سندھ و بلوچستان کے بالعموم اور سرحد پنجاب کے بعض حلقوں لاکھوں رائے دہندگان جس طرح اپنی رائے دینے سے محروم کر دیئے گئے ہیں اس کا نتیجہ بڑا بھیانک ہو سکتا ہے۔

آج جب کہ قوم نے آپ پر بے پناہ اعتماد کا مظاہرہ کیا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ آپ ان لاکھوں ووٹروں کا اعتماد بحال کریں اور انہیں یقین دلائیں کہ انہیں ان کا حق لے کر دیا جائے گا۔ اور حق لے کر دینے کے لیے کوئی ٹھوس لائحہ عمل بھی سامنے لائیں تاکہ قوم مطمئن ہو سکے۔

عوام سے گذارش ہے اور بہت ضروری، کہ اگرچہ سنٹرل اسمبلی کی بعض سیٹیں بلامقابلہ ہتھیا لی گئی ہیں لیکن گیند اب بھی آپ کی جیب ہی ہے۔ اگر آپ جرأت و استقامت کے ساتھ قومی اتحاد کے نمائندوں کو کامیاب کرائیں گے اور پی پی پی کے ایک ایک نمائندہ کی ضمانت ضبط کرائیں گے تو قومی اتحاد یقیناً برسر اقتدار آ جائے گا۔ اور جب وہ برسر اقتدار آ گیا تو "بلامقابلہ" منتخب ہونے والوں کے انتخاب کالعدم قرار دے کر آپ کو آپ کا حق دلائے گا۔ لیکن خدانخواستہ اگر آپ ہی نے جرأت و استقامت کا مظاہرہ نہ کیا، اور آپ ہی نے وڈیرہ شاہی اور نوکر شاہی کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے، اگر آپ برادری ازم اور اس قسم کے تباہ کن عوامل کا شکار ہو گئے، اگر آپ نے ایک مرتبہ ڈسے جانے کے باوجود دوبارہ احتیاط نہ برتی تو پھر اس ملک کا اور آپ کا اللہ حافظ!

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو قومیں قدرتی مواقع گنوا دیتی ہیں وہ حالات کے سپرد کر دی جایا کرتی ہیں۔ اور حالات کے بے رحم تھپیڑے اس قسم کی اقوام کو بے نام و نشان کر دیتے ہیں۔ بھٹو صاحب کی نفسیات اور ان کے ذہنی امراض کو سمجھ کر اپنے حق کا استعمال کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اہل حق کا ساتھ دینے کی توفیق بخشے۔ آمین، یا الٰہ العالمین!

علی — ۱۳ فروری ۷۷ء

تذکرہ رفتگاں

ضلع بنوں کا ذرہ ذرہ تعزیت کا مستحق ہے

مولانا مفتی محمد حلیم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات موت العالِم موت العالَم کا مصداق ہے

مولوی الطاف الرحمٰن بنوی

سرزمین بنوں اپنی سرسبزی و شادابی کی وجہ سے برصغیر کا ایک ممتاز حصہ ہے۔ ظاہری خوبصورتی کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ نے اس خطے کو معنوی حسن و جمال سے بھی نوازا ہے۔

تقسیم ہند کے بعد ولی اللٰہی فکر و نظر اور قاسمی و گنگوہی علوم و معارف کے حامل علماء فضلاء کی ایک کثیر تعداد دہلی و دیوبند اور اس کے مضافات سے منتقل ہو کر موجودہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہونے لگی تو قدرت نے خیر و برکت کی اس تقسیم میں سرزمین بنوں کو بھی محروم نہ رکھا۔

مولانا محمد عجب نور صاحب مراد آباد اور مولانا محمد حلیم صاحب سنبھل میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے یہ دونوں بزرگ بنوں تشریف لے آئے۔ مولانا محمد عجب نور صاحب نے اپنے تلامذہ خاص مولانا محمد اکبر صاحب، مولانا فضل غنی صاحب اور مولانا صدر الشہید صاحب کی مدد سے بنوں شہر میں مدرسہ معراج العلوم کی بنیاد رکھی اور مولانا محمد حلیم صاحب نے بنوں شہر سے جنوب کی طرف دو میل دور موضع خواجہ مد علاقہ منڈان میں مدرسہ شمس العلوم کی داغ بیل ڈالی۔ بعد ازاں وہ اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی صاحب کو بھی ساتھ لے کر معراج العلوم آئے اور اس طرح سے معراج العلوم نہ صرف بنوں بلکہ پورے صوبہ سرحد میں علوم و فنون کی وہ ممتاز دینی درسگاہ بنی جس سے پاکستان بشمول قبائلی علاقہ جات اور ایران و افغانستان تک کے شائقین علوم دینیہ اپنی علمی تشنگی بجھاتے رہے۔

دیوبندی طرز فکر و عمل کی اساس پر قائم اس ادارے کا انتظام و انصرام مولانا محمد عجب نور صاحب کے ہاتھ میں اور مولانا محمد حلیم صاحب تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کا کام [illegible] رہے۔ مولانا محمد عجب نور صاحب کی وفات [illegible] حلیم صاحب کی زیر سرپرستی اور مولانا صدر الشہید صاحب کے زیر انصرام اپنے تحقیقی مقاصد کو بہ حسن و خوبی پورا کرتا رہا۔

مولانا لطف اللہ صاحب عرف خان ملا (جو ماضی قریب میں ضلع بنوں کی ایک بہت بڑی علمی شخصیت گزری ہے) اور مولانا محمد عجب نور صاحب بانی معراج العلوم کے یکے بعد دیگرے واصل بحق ہونے کے بعد اہل بنوں ۱۸ر دسمبر ۱۹۷۶ء کو ایک اور سانحہ سے دوچار ہوئے۔ یہ سانحہ عظمیٰ مولانا مفتی محمد حلیم صاحب کی وفات حسرت آیات کا تھا جس سے ضلع بنوں کی پوری آبادی مختل الحواس اور اس کا چپہ چپہ متاثر ہوا۔ بلاشبہ ان کی زندگی اہل بنوں کے لئے نزول رحمت و برکت کا ذریعہ تھی۔ جس سے محرومی پر وہاں کا ذرہ ذرہ مغموم و ماتم کناں اور تسلیہ و تعزیہ کا مستحق ہے۔

ترک لایعنی ان کی زندگی کا سب سے بڑا اصول تھا

مولانا محمد حلیم صاحب مرحوم کی ذات بابرکات پورے بنوں میں نیک نفسی پاک سیرتی اور زہد و تقویٰ کی ان کا شعار تھا۔ اور حدیث پاک من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ ان کی عملی زندگی کا سب سے بڑا اصول۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے غرض ہر وقت دینی مسائل و معارف پر گفتگو ہوتی۔ کبھی کبھی درس قرآن درس حدیث، وعظ و نصیحت اور ذکر و فکر کے علاوہ کسی دوسرے شغل میں مصروف نہیں دیکھے گئے۔ اصلاح خلق کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل اور مستعد رہتے تھے۔ قضا و خصومات میں علمی تبحر، فقہی مہارت و بالغ نظری اور حبیب و لبیب ہونے کی وجہ سے ان کی ذات پر پورا پورا اعتماد و بھروسہ اور ان کی رائے کو سند کا درجہ حاصل تھا۔ اس سلسلے میں بنوں اور وزیرستان کے دور دراز مقامات تک سفر کی صعوبتیں گوارا فرماتے تھے مگر آخری عمر میں ضعف و نقاہت کی وجہ سے اس خدمت کو جاری

(بقیہ ۳۰ پر)

خطبہ جمعہ

اتحاد ہی میں مسلمانوں کی کامیابی ہے

ضبط و ترتیب : علوی

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الرّسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ ومن بھدہٖ مقتدی ——— امابعد:

اعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم؛

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا - الآیہ

ترجمہ :

"اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر، اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن۔ پھر الفت دی تمہارے دلوں میں، اب ہوگئے اس کے فضل سے بھائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے، پھر تم کو اس سے نجات دی۔ اسی طرح کھولتا ہے تم پر آیتیں تاکہ تم راہ پکڑو"۔

(حضرت شیخ الہند قدس سرہ)

پس منظر

اس آیت کریمہ سے قبل کی آیات میں اللہ تعالےٰ نے پہلے تو اہل کتاب کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ:

"اے اہل کتاب! اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہو جبکہ اللہ کے روبرو ہے جو تم کرتے ہو" ——— مزید فرمایا:

"اے اہل کتاب! کیوں روکتے ہو ایمان لانے والوں کو اللہ کی راہ سے، ڈھونڈتے ہو اس میں عیب اور تم خود جانتے ہو (کہ محمد علیہ السلام کی بتلائی ہوئی راہ سچی ہے) اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے"!

اس کے بعد مسلمانوں کو متوجہ کیا اور فرمایا:

"اے ایمان والو! اگر تم کہا مانو گے بعض اہل کتاب کا تو پھر کردیں گے وہ تم کو کافر ایمان لانے کے بعد (اور یہ کہ) کہ تم کس طرح کافر ہوتے ہو جبکہ تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی، اور تم میں اللہ کا رسول (موجود) ہے۔ (صحابہ علیہم الرضوان کے دور میں بہ نفس نفیس آپ تشریف فرما تھے خود آیتیں تلاوت فرماتے اور سناتے اور اب آپ پر نازل کردہ کتاب الٰہی اور آپ کے ارشادات ان کی تبلیغ کرنے والے اور سمجھانے والے موجود ہیں جو آپ کے وارث ہیں) اور جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو (اللہ کے قانون و رسی کو) تو اس کو ہدایت ہوئی سیدھے رستہ کی۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان"۔

حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے حواشی (جو افسوس کہ پورے نہ ہوسکے اور مولانا عثمانیؒ نے اپنے فاضلانہ قلم سے مکمل کئے) پس منظر ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"مدینہ کے دو قبیلوں اوس و خزرج کی اسلام سے پہلے شدید جنگ اور لڑائی تھی۔ چھوٹی بڑی دوسری لڑائیوں کے علاوہ ایک سو بیس برس تک "بعاث" کی جنگ جاری رہی، اسلام ابر رحمت بن کر برسا۔ تو ان کا مقدر جاگ اٹھا، اسلام کی تعلیم اور پیغمبر

کے فیض صحبت نے مدتوں لڑنے والوں کو آپس میں شیر و شکر بنا دیا۔ یہود مدینہ کو ان حریف خاندانوں کا یوں باہم مل کر بیٹھنا سخت ناگوار گزرتا۔ اس لیے وہ مختلف مواقع پر کوشاں رہتے تاکہ پھر سے اختلاف و انتشار کی راہ پر چل کر یہ آپس میں الجھ جائیں۔ ایک وقت میں وہ کامیاب بھی ہو گئے ایک اندھا یہودی شماس بن قیس تھا جس نے کسی کو بھیج کر دور جاہلیت کی جنگ بعاث کا قصہ چھیڑ دیا۔ اور اشعار پڑھنے شروع کر دیے۔ صورت حال بگڑنا شروع ہو گئی۔ اللہ کے نبیؐ کو پتہ چلا تو آپ مہاجرین کو ساتھ لے کر موقعہ پر تشریف لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔

"اے گروہ مسلمین! اللہ سے ڈرو، میں تم میں موجود ہوں۔ پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ خدا نے تم کو ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا، جاہلیت کی تاریکیوں کو محو فرما دیا۔ کیا اُن ہی کفریات کی طرف پھر لوٹنا چاہتے ہو؟ جن سے نکل کر گئے تھے"۔

اس پیغمبرانہ آواز نے تمام شیطانی حلقے توڑ ڈالے ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگے اور سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ دشمنوں کی شرارت و شر انگیزی کا باعث تھا۔ (خلاصہ حواشی)

حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ اسی واقعہ پر یہ کئی آیات نازل ہوئیں جن کا ترجمہ عرض کیا جا چکا ہے۔

اتفاق و نااتفاقی

بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اسلام اتفاق، اتحاد، باہمی محبت و الفت کا سبق دیتا ہے۔ اور "بنیان مرصوص" بن کر رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ کفر کا لازمی تقاضہ نااتفاقی اور انتشار ہے اور اغیار و اعدائے اسلام کی خواہش و کوشش ہر حال میں یہی ہوتی ہے کہ مسلمان باہم مل کر نہ بیٹھیں بلکہ آپس میں الجھتے رہیں۔ اور ہم اپنا کام کرتے رہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نااتفاقی کے مرض کو اس حیثیت سے ذکر فرماتے ہیں کہ اس حال میں زندگی گزارنا گویا جیتے جی جہنم و آگ کے کنارے کھڑا ہونا ہے۔ کیونکہ جب ایسے عالم میں زندگی گزرے گی اور خدانخواستہ اسی صورت میں موت آ جائے گی تو پھر بقول حضرت شیخ الہندؒ:۔

"موت آتی اور اسی میں گر جاتے لیکن خدا نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر اس سے بچایا اور نبی کریم علیہ السلام کے ذریعہ سے ایمان و ایقان کی روشنی سینوں میں ڈالی۔ حق تعالیٰ کے ان عظیم احسانات کو یاد رکھو گے تو کبھی گمراہی کی طرف واپس نہ جاؤ گے"

ایک دوسرا مقام

قرآن نے سورۃ انفال میں ایک جگہ ذکر فرمایا کہ:۔

"اللہ نے آپ کو زور دیا (آپ کی تائید کی) اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں، اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا، تو نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی اُن میں"۔

گویا بقول مولانا عثمانیؒ:۔

"بلاشبہ روئے زمین کے خزانے خرچ کر کے بھی یہ مقصد (باہمی اتحاد) حاصل نہ کیا جا سکتا تھا جو اللہ کی رحمت و اعانت سے ایسی سہولت کے ساتھ حاصل ہو گیا۔ خدا نے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک کی الفت دوسرے کے دل میں ڈال دی۔ اور سب کی الفتوں کا اجتماعی مرکز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات کو بنا دیا"۔

تاریخی حقائق

اتحاد کی برکات اور نااتفاقی کی لعنتیں تاریخی طور پر شمار کرنے پر آئیں تو یہ قصہ دراز سے دراز تر ہوتا جائے گا۔ اس لیے محض اشاروں میں چند باتیں عرض کروں گا۔ اور وہ بھی قریب کے دور کی!

انگریزی دور اپنی تمام تر لعنتوں کے ساتھ جب مسلم دنیا پر حملہ آور ہوا تو اس میں ہمارے اندرونی انتشار کو بہت کچھ دخل تھا۔ لیکن جب وہ ظالمانہ دور مسلط ہوا تو اس نے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ خلافت عثمانیہ کے حصے بخرے کر دیے اور ایک مدت تک عرب و عجم کے میدان

آپس میں گتھم گتھا رہے ۔ بالخصوص عرب دنیا کی مسلم آبادی کی داستان بڑی ہی المناک ہے ۔ یہود کی مختصر سی حکومت جس کا اصلی کھونٹا امریکہ و برطانیہ کی سامراجی دنیا ہے کے ہاتھوں عرب بھائیوں کو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑا لیکن ۷۳ء کی بات ہے جب عرب دنیا نے متحد ہو کر اسرائیل سے دو دو ہاتھ کئے تو سامراج کا بے پالک بچہ چیخ اٹھا اور اب سامراجی دنیا بھی حقائق کو دیکھنے اور سمجھنے پر آمادہ ہو گئی ۔ اور حالت یہ ہے کہ اب عربوں سے تحفظ امن کی بھیک مانگی جاتی ہے ۔۔

اور اپنے یہاں ؟

دیکھیں ۷۱ء کا المیہ و حادثہ (سقوط مشرقی پاکستان) ایک ملت کے باہمی انتشار کا نتیجہ نہیں تھا تو اور کیا تھا؟ ایک خدا ، ایک نبی ، ایک قرآن اور ایک کعبہ کو ماننے والے ایک ہی کلمہ پڑھنے والے بنگالی و غیر بنگالی کی تفریق کا شکار ہوئے ۔ اور ایک غیر بنگالی وڈیرے نے بنگالی مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کے لیے چند جرنیلوں سے گٹھ جوڑ کیا نتیجہ واضح ہے کہ جلسہ میں اِدھر ہم اُدھر تم کا آوازہ جو بے بصیرتی اور عدم تدبّر کا شاہکار تھا خونی لکیر بن کر ابھرا اور برصغیر میں ایک خونی دریا معرضِ وجود میں آ گیا ۔ انسانی عصمتیں یوں لُٹیں کہ الامان !

تو پھر ؟

جب ہم نے دیکھ لیا اور جان لیا کہ اتفاق میں برکت ہے اور نا اتفاقی زحمت و بربادی کا باعث ہے تو پھر اپنے طرزِ عمل پر بھی تو غور کرنا چاہیئے ۔ بات واضح اور صاف ہے اور آج ہمیں اس کا عہد کرنا ہے کہ ہم نا اتفاقی کی بجائے اتفاق سے زندگی گزاریں گے ۔

مقام شکر ہے

کہ تاریخ کے اس نازک موڑ پر جبکہ ملک میں اپنے نمائندے چننے کا اعلان ہوا ہے ملک کی ۹ جماعتوں نے "کلمۃ اللہ" کی بنیاد پر متحد ہونے کا نہ صرف یہ کہ عزم کیا بلکہ عملاً "قومی اتحاد پاکستان" کا سٹیج بنا کر "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی سامراجی حکمت عملی پر عمل پیرا حکمرانوں کو ناک چنے چبوا دیے ہیں ۔

پہلی کامیابی

میرے بزرگو اور دوستو ! اس اتحاد کی پہلی کامیابی تو یہ ہوئی کہ "ہل" کا نشان آپ کو مل گیا اور الٰہی قانون کے مقابلہ میں قانون سازی کا ڈھونگ رچانے والوں کو قانونی سقم دُور کرنے پڑے ۔

بڑھے چلو !

اگر اسی طرح آپ متحد ہو کر بڑھتے گئے تو ۷۴ء کی تحریک ختم نبوّت کی طرح کامیابی ایک بار پھر آپ کے قدم چومے گی ۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ آپ چوکس رہیں ، جرأت و تدبّر کا مظاہرہ کریں اور من و تو کے اختلافات بھلا کر "حبل اللہ المتین" کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ۔ خدا کی مدد آپ کے ساتھ ہو گی ۔ لیکن اگر خدانخواستہ پھر سے آپ لوگ افراتفری کا شکار ہو گئے تو پھر یہ موقعہ ضائع ہو جائے گا ۔ اور جو قوم سنہری مواقع گنوا دیتی ہے وہ دنیا میں نامرادی کا شکار اس طرح ہوتی ہے کہ اس کی کس مپرسی پر کوئی رحم نہیں کھاتا ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی خاطر اتحاد و اتفاق سے رکھے اور جد و جہد کی منزل پر پہنچنے میں ہمارا حامی و مددگار ہو ۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے!

جناب حکیم عبدالسلام صاحب کے سانحہ ارتحال کا آپ کو علم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مجھے والد مکرم مولانا محمد رمضان علوی اور ہری پور انڈسٹریل ایریا جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما عبدالقیوم صاحب کے گرامی نامے ملے۔ جن سے معلوم ہوا کہ جنازہ کے دن نہ صرف یہ کہ آسمان ابر آلود تھا بلکہ بارش بھی ہو رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ذرائع آمد و رفت "قائد عوام" کی کرفت میں تھے کہ اس دن انہوں نے پنڈی میں خطاب فرمانا تھا لیکن اس مردِ قلندر کی آخری زیارت کے لیے ہزاروں بلاکشان محبت جوں توں کر کے ہری پور پہنچے اور اپنے ایک عظیم بزرگ، دوست، ساتھی، مہربان اور قائد کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

عبدالقیوم صاحب کی اطلاع کے مطابق ان آنے والوں میں ائر مارشل اصغر خان، مولانا ایوب جان بنوری (امیر جمعیۃ سرحد) جلال بابا، خان محمد نواز خان (سابق ڈپٹی سپیکر سرحد اسمبلی)، اختر ایوب خان (فرزند ایوب خان)، حکیم احمد حسن امرتسری، حکیم شرف الحق، حکیم محمد یاسین نقشبندی، مولانا قاری محمد امین، مولانا محمد رمضان علوی، مولانا غلام اللہ خان، مولانا چراغ دین شاہ، راجہ امان اللہ، خواجہ محمد خان اور سابق ممبران اسمبلی، علماء، صلحاء اور عوام نے شرکت کی۔ بارش کے سبب صفوں کے دوران جنازہ پھرا کر حکیم صاحب کے چہرہ کو آخری بار دکھلایا گیا۔ دیکھنے والوں کا تاثر یہ ہے۔ ع

چوں مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

والی کیفیت تھی۔ حضرت مولانا عبدالحی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مدتوں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے اس عظیم انسان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

آج کی نسل حکیم صاحب کے کام و نام سے شاید زیادہ واقف نہ ہو لیکن اگر آج کی دنیا میں حضرت مدنی، مولانا آزاد، حضرت لاہوری اور امیر شریعت رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے لوگ ہوتے تو وہ بتلاتے کہ حکیم صاحب کیا تھے؟

ان سطور کے راقم پر مرحوم بڑی شفقت فرماتے جب ملاقات ہوتی تو دعاؤں سے نوازتے۔ غائبانہ بھی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہتا، افسوس کہ ایسے وقت میں علم ہوا جب لاہور سے ہری پور جا کر جنازہ میں شمولیت ناممکن تھی۔ آخری بار زیارت سے محرومی کا داغ ایسا نہیں جو آسانی سے مٹ جائے۔ تماشہ یہ ہے کہ جس رات انتقال ہوا اسی دن مجھے آپ کے فرزند حکیم عبدالرشید کا خط ملا جس میں دعا کے لیے کہا گیا تھا لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ اس خط کے بعد دوسری خبر بھی آ جائے گی۔

انشاء اللہ بہت جلد مرحوم کے متعلق کسی قدر تفصیل سے کچھ عرض کر سکوں گا۔

اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ رحمتوں سے نوازے۔

علوی مدیر خدام الدین

● یہ افسوسناک خبر ملی کہ مرجان ضلع کیمبل پور کے مرنجاں مرنج صاحبِ علم و نظر بزرگ حضرت مولانا قاضی غلام مصطفیٰ انتقال کر گئے۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنی اولاد کو اپنی زندگی میں اسی راہ پر لگایا جس راہ پر خود ساری عمر صحرانوردی کرتے رہے۔ دو فرزند مولانا عبدالرشید اور مولانا عبدالرحیم میرے آبائی وطن بھیرہ ضلع سرگودھا میں خدمت میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کو اپنی رحمتوں سے نوازے اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (مدیر)

● خدام الدین کے کرم فرما ظہور صاحب کی اطلاع کے مطابق ادارہ کے ایک مہربان صدیق احمد صاحب مسجد سویٹ شاپ سعدی پارک کے جواں سال فرزند فضل احمد بعمر ۲۰ سال، عزت و ناموس کے تحفظ میں علاقہ کے بدمعاشوں اور غنڈوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اس جواں سال شہید کی قربانی کو قبول فرمائیں اور والدین و متعلقین کو حوصلہ و استقامت نصیب فرمائیں۔ اے کاش! حکومت غنڈہ گردی کی طرف متوجہ ہوتی اور معاشرہ کے یہ ناسور ختم ہوتے۔

(ادارہ)

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

محمد شفیع عمر الدین (میرپورخاص سندھ)

(قسط نمبر ۳)

بڑی عمر کا صحیح فائدہ حاصل کریں

خوش قسمت حضرات جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے، ملازمت یا کاروبار سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ اور انہیں باقی ماندہ زندگی کے لئے بافراغت قوت لایموت میسر ہوتی ہے۔ تو ان میں سے اکثر حضرات کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ: سبکدوش ہو کر ہم کچھ دن تو خوش تھے۔ مگر اب وقت کا کاٹنا مشکل نظر آتا ہے۔ اور بیکار بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں وقت کاٹنے کے لئے کوئی شغل چاہئے۔ پھر بعض لہو و لعب میں وقت گزارنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس طرح وہ عمر گرامی کے باقی قیمتی لمحات کو فضول و بے مقصد امور میں برباد کر دیتے ہیں۔ بعض دوست و احباب کے ساتھ بیٹھ کر تاش، لیوڈو (LUDO) یا شطرنج وغیرہ کے ناجائز کھیلوں میں وقت ضائع کرتے ہیں نیز بعض حضرات اپنا رخ کلبوں (CLUBS) کی طرف کرتے ہیں۔ اور وہاں کے ماحول میں وقت گزارنے کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ ان کے حال کی ترجمانی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر کرتا ہے۔

نیم عمرت در پریشانی رود
نیم دیگر در پشیمانی شود

یعنی نصف عمر تو دنیا کمانے کی پریشانیوں میں گزر جاتی ہے اور باقی نصف (سابقہ کی ہوئی غلطیوں پر) پشیمانی میں گزر جاتی ہے۔

اگر یہی حضرات اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کو اپنا شیوہ بناتے، اور اپنی زندگی کے باقی ایام شرعی احکام کے مطابق بسر کرتے، تو انہیں آخرت کو سنوارنے کے لیے بھی کافی وقت مل جاتا، اور انہیں اتنی فراغت نہ ملتی کہ وقت گزارنے کے لئے انہیں کسی مشغلے کے تلاش کرنے کی ضرورت درپیش آتی، اور وہ کبھی بھی بیکار دیکھنے میں نہ آتے۔ بلکہ ہر وقت اور ہمہ وقت بکار رہتے اور سکون اور اطمینان سے زندگی بسر ہوتی۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

اَلسَّعَادَةُ كُلُّ السَّعَادَةِ طُوْلُ الْعُمُرِ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ

یعنی ہر کام میں سعادت ہے۔ بڑی عمر کی سعادت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں گزاری جائے۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے۔

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (رواہ البخاری)

ترجمہ:- دو نعمتیں ہیں ان میں بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں ایک ان میں سے تندرستی ہے اور دوسری فراغت ہے۔

(فائدہ) انسان اچھی طرح سے عبادت بھی تب ہی کر سکتا ہے کہ تندرستی کے علاوہ دنیاوی ضرورتوں کے پورا ہونے کے باعث بے فکری بھی ہو۔ ان دونوں نعمتوں کے میسّر آنے کے بعد بھی جو شخص عبادت نہ کرے اس سے بڑھ کر اور کون گھاٹے میں ہو سکتا ہے۔ ۱۲

(خلاصۃ المشکوٰۃ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ)

اس ضمن میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل نصیحت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔

مخدوما! مدت بقائے دنیا (دنیا میں انسان کا باقی رہنا) بہت تھوڑی مدت کے لئے ہے۔ اور اس تھوڑی سی مدت میں سے اکثر ضائع ہوگئی ہے۔ اور بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔ "مدتِ بقائے آخرت (آخرت کی زندگی) ہمیشہ کے لئے اور دائمی ہے۔ ہمیشہ کی بقا کا معاملہ چند روزہ (دنیا کی) بقا کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے اور اس کے بعد یا تو دائمی نعمتیں اور راحتیں ہیں یا ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے حضرت مخبرِ صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو خبر دی ہے! اس میں خلاف کا احتمال نہیں (سب سچ ہے اور ہو کر رہے گا) عقل دور اندیش کو (شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا) کام بتانا چاہیئے

مخدوما! عمر کا بہترین حصہ (جوانی کا وقت) ہوا و ہوس میں گذر گیا۔ اور اللہ تعالٰے دشمنوں (نفس اور شیطان) کی مرضی کے مطابق ضائع ہوگیا۔ اور باقی نکمی (پیری اور بڑھاپے کی) عمر رہ گئی ہے۔ اگر آج اسے بھی اللہ تعالیٰ کے رضا والے کاموں میں صرف نہ کریں گے۔ اور عمر کے بہترین حصے کا تدارک نہایت نکمی عمر کے حصے سے نہ کریں گے، اور نہایت تھوڑی محنت کو آخرت کا وسیلہ نہ بنائیں گے۔ اور بہت سارے گناہوں کا کفارہ تھوڑی نیکیوں کو نہ بنائیں گے، تو قیامت کے دن، کس منہ سے اللہ تعالٰے کے حضور میں حاضر ہوں گے۔ اور کون سا حیلہ اس کے حضور میں پیش کریں گے۔ خواب خرگوش (غفلت کی نیند) کب تک رہے گی؟ اور پنبۂ غفلت" (غفلت کی روئی) کب تک کانوں میں پڑی رہے گی؟ آخر بینائی سے پردے ہٹا دیں گے (اس وقت) حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور گذرا ہوا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔

لہذا موت کے آنے سے پہلے اپنا (آخرت کے لئے) کام کر لینا چاہیئے۔ اور موت شوق سے "آئے" کہتے ہوئے مرنا چاہیئے۔ (موت سے قبل یہ کام کرنے چاہئیں)

اوّل۔ عقائد کو درست کئے بغیر چارہ نہیں جو امور دین یقین اور تواتر سے معلوم ہیں ان کی تصدیق کئے بغیر ہرگز گزارہ نہیں۔

دوم:۔ جن باتوں کی شرع کفیل ہے، ان کا علم ہونا چاہیئے۔ اور ان باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

سوم:۔ حضرات صوفیائے کرام کے طریق پر سلوک بھی درکار ہے .... صوفیہ کے طریقے پر سلوک سے مقصد معتقدات شرعیہ میں زیادہ یقین کا حاصل کرنا ہے"

(از مکتوب ۔ ۲۱۰ ۔ دفتر اول)

اللہ تعالٰے ہمیں عمل کی توفیق دے۔

انتخابات کے انتظامات

پاکستان کی کل آبادی: چھ کروڑ پچاس لاکھ دس ہزار تین سو پینتیس۔
ووٹران کی تعداد: تین کروڑ آٹھ لاکھ پچھتر ہزار نو سو اکیاون۔
خواتین ووٹروں کا تناسب: ۴۵٫۰۹ ہے
خواتین ووٹرز: ایک کروڑ تیس لاکھ تیس ہزار۔

ووٹرز کی صوبائی تعداد:

پنجاب	۱۸۹۳۸۸۹۳
سندھ	۹۸۳۲۱۲۶
سرحد	۳۷۳۶۷۷۷
بلوچستان	۱۳۹۸۱۵۵

انتخاب کرانے کے لیے بجٹ میں تین کروڑ سے زائد رقم رکھی گئی ہے۔

پریذائیڈنگ افسروں کا تقرر

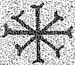
شہری حلقوں میں پریذائیڈنگ افسروں کا تقرر اور انتخاب گریڈ سولہ سے اٹھارہ تک کے افسروں سے کیا جائے گا۔ وہ کلاس اول یا دوم کے گریڈ کے افسر ہوں گے بسول ججوں اور ماتحت ججوں کو متعلقہ ہائی کورٹوں کی پیشگی منظوری پر پریذائیڈنگ افسر مقرر کیا جائے گا دیہاتی علاقوں میں اسسٹنٹ پریذائیڈنگ افسروں کے لیے مڈل سکولوں کے ہیڈ ماسٹر، پوسٹ آفس سپرنٹنڈنٹوں، ایس ڈی او اور ہیڈ کلرکوں کا انتخاب کیا جائیگا جو پولنگ بوتھ سنبھالنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ ہر ضلع کے لئے عملہ اسی ضلع سے لیا جائیگا یہ بھی خیال رکھا جائیگا کہ پولنگ اسٹیشن کسی امیدوار کی بلڈنگ یا زمین پر نہیں بنایا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محمدی انقلاب کے چند خط و خال

حضرت
مولانا
سیّد ابوبکر غزنوی
رحمۃ اللہ علیہ



وہ انقلاب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے

اس کی ابھری ہوئی خصوصیات کیا ہیں؟ اس روئے زمین پر جو انقلاب برپا ہوئے ان کے تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان میں سے بعض انقلاب محض سیاسی تھے، بعض اقتصادی تھے، بعض ثقافتی تھے، مگر وہ انقلاب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس روئے زمین پر برپا کیا۔ وہ اخلاقی بھی تھا، روحانی بھی تھا، ثقافتی بھی تھا، سیاسی اور اقتصادی بھی تھا۔ طبیعیاتی بھی اور مابعد الطبیعیاتی بھی تھا، لینن اور ماؤ کا انقلاب محض اقتصادی اور سیاسی تھا اخلاقی اور روحانی نہ تھا۔ لینن اور ماؤ جدلیاتی مادیت کے قائل ہونے کی وجہ سے مابعد الطبیعیاتی کے سرے سے منکر ہیں۔ پس لینن اور ماؤ کے برپا کئے ہوئے انقلاب بھی ناقص اور ادھورے ہیں۔ مختلف انقلابوں کے تقابلی مطالعہ سے یہ بات مجھ پر منکشف ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انقلاب سے زیادہ جامع، ہمہ گیر اور بھرپور انقلاب اس روئے زمین پر آج تک برپا نہیں ہوا۔

محمدی انقلاب ابتدائی مرحلوں میں

یہ کہنا حقائق کی سراسر تکذیب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو انقلاب لائے وہ ابتدائی مرحلوں میں صرف اخلاقی اور روحانی انقلاب تھا اور معاشی مسائل پر توجہ بہت بعد میں منعطف کی گئی۔ اگر ابتدائی مکی سورتوں کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ابتدائی مرحلے میں جہاں نماز کی تلقین کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کو جوڑنے کی ترغیب دی گئی ہے، معاشی انقلاب کا آغاز بھی اسی مرحلے میں ہو گیا تھا۔

سورۂ ہمزہ مکی سورت ہے، اس کا آغاز یوں ہوتا ہے:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝

ہلاکت ہے ہر طعنہ زنی اور عیب چینی کرنے والے کے لئے جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر (تجوریوں میں) رکھا۔ اس کا گمان ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ سدا رہے گا۔ ہرگز نہیں، ہڈیوں کو چٹخا دینے والی دوزخ میں اسے جھونک دیا جائے گا۔

سورۂ تکاثر میں دیکھئے:۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝

مال کی بہتات کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا ہے اور یہ ہوس تمہیں مرتے دم تک لگی رہتی ہے ہوش کرو (اس کا انجام) تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔

ابو لہب بہت مال دار آدمی تھا۔ انقلاب کے ابتدائی دور میں اس کا نام لے کر اعلان کیا گیا۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝

ابو لہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوا اور اس کا مال اور دولت جو اس نے سمیٹی تھی،

اس کے کام نہ آسکی۔

پھر سورۃ ماعون ملاحظہ فرمائیے

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ۝ فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝

(کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو جھٹلاتا ہے اِنکار دولت کی سزا کو۔ یہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور یتیم کو خود کھانا کھلانا تو درکنار اس کی ترغیب بھی نہیں دیتا۔)

ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ حریفانہ کشمکش میں ہم نے حقیقتوں کا چہرہ مسخ کیا۔ ہم نے اس انقلاب کا حلیہ بگاڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے معاشرے کو معاشی اعتبار سے شدت سے جھنجھوڑا اور اس انقلاب کا آغاز اپنی ذات سے کیا

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب

آغاز اپنی ذات سے کیا۔

اسبابِ راحت اور اسبابِ تعیش کا تو وہاں گزر نہ تھا، اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی بھی معاشرے کے حوالے کر دیں خود فقر و فاقہ کی سختیاں جھیلتے رہے۔ اور غریبوں، مسکینوں اور بے نواؤں کی چارہ سازی کرتے رہے۔ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں پر چکی چلانے سے گٹے پڑ گئے تھے، خود جھاڑو دیتی تھیں۔ اور گرد اڑ کر ان کے کپڑوں پر پڑتی تھی۔ خود پانی بھرتی تھیں اور مشکیزے کے پٹے کے نشان ان کے کندھوں پر پڑ گئے تھے۔ ایک دن اپنے بابا سے خادم مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

اتقی اللہ یا فاطمہ وأدی فریضۃ ربک واعملی عمل أھلک ھی خیر لک من الخادم۔

(اے فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہو، اپنے رب کے فرائض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کے کام کاج میں لگی رہو۔ خادم ہونے سے یہ زندگی جو تم بسر کر رہی ہو۔ تمھارے لئے بہتر ہے)

اس انقلاب کا آغاز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور گھر سے ہوا۔ انقلاب مارکس اور لینن کا ہو یا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو، وہ ہمیشہ انقلابی کی ذات اور گھر سے شروع ہوتا ہے۔ تاریخ عالم اس بات کو جھٹلاتی ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہو کہ انقلابی خود راحت اور تعیش میں ڈوبا ہوا ہو اور اس نے معاشی انقلاب برپا کیا ہو۔

محنت کش اور مزدور کو عزت بخشی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جھوٹے وقار (FALSE PRESTIGE) کے خلاف جہاد کیا۔ وہ گھر کا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے۔ صحاح ستہ کی مختلف روایات، جو حضرت عائشہؓ حضرت حسن بصری اور ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام بکری کا دودھ خود دوہ لیتے تھے، کپڑے کو پیوند خود لگا لیتے تھے۔ اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دینے میں بھی عار نہ تھا۔ بازار سے سودا سلف خود اٹھا کر لاتے۔

مسجد قبا کی تعمیر شروع ہوئی تو صحابۂ کرام کے ساتھ آپ بھاری پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ رہنے دیجئے ہم جو اٹھا رہے ہیں۔ مگر آپ برابر پتھر اٹھا کر لاتے رہے پھر مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو آپ صحابہؓ کے ساتھ مل کر کچی اینٹیں بنانے کا کام کرتے رہے اور خود اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور صحابہؓ کرام یہ شعر پڑھتے تھے۔

لئن قعدنا والنبی یعمل
لذاک منا العمل المضلل (فتح الباری۔ جلد)

(اگر ہم بیٹھ جائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کام کریں تو ہمارا بیٹھ جانا بہت ہی برا عمل ہوگا)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

خیر الکاسب العامل إذا نصح (مجمع الزوائد)

(کسب معاش کرنے والوں میں سب سے بہتر محنت کش ہے، جب وہ اخلاص سے کام کرتا ہے)

حدیث میں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ "کان یأکل مع الخادم" "وہ اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے"۔ یہ اسلامی نظام حیات کی ابجد ہے۔ یہ ایک المیہ ہے کہ جو لوگ معاشرے میں اسلام کی طرف دعوت دینے والے ہیں، وہ عملی طور پر اس کی ابجد ہوز سے بھی محروم ہیں اور نوکر کو اپنے دسترخوان پر بٹھانا تو ان کے لئے ناقابلِ تصوّر ہے لاہور میں گزشتہ دنوں ایک ڈنر میں شرکت کا اتفاق ہوا، جس میں بڑے بڑے حامیانِ دین اور مفتیانِ شرعِ متین شریک تھے۔ میں نے میزبان سے کہا کہ میرے ڈرائیور کو اندر بلا لیجئے۔ وہ کھانا میرے ساتھ کھائے گا۔ میرے ڈرائیور کو تو انہوں نے ذرا سی پس و پیش کے بعد بلا لیا مگر بیسیوں ڈرائیور اور چپراسی رات

گیارہ بجے تک باہر جلوس کے رہے۔ میرے ڈرائیور نے مجھے بعد میں بتایا کہ سب ڈرائیور اور چپڑاسی ان اسلام کے علمبرداروں کو گالیاں دیتے رہے۔ اور ان پر لعنتیں بھیجتے رہے۔ یہ ایک المیہ ہے کہ ہم اسلام کا نام محض (SLOGAN) کے طور پر بولتے ہیں، اور اس ملک میں سوشلزم کا لفظ بھی (SLOGAN) کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

رُخ پر نقاب مصلحتوں کے پڑے ہوئے
لب پہ زمانہ سازی کی مہریں لگی ہوئیں
جیسے زبان و دل میں کوئی ربط ہی نہیں

موقف کی بنیاد ضد اور عناد پر نہیں رکھنی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ دشمن اگر صاف ستھرے کپڑے پہنتا ہے تو آپ گندے اور غلیظ کپڑے پہننے لگیں۔ یہ نہیں کہ اگر آپ کا دشمن سچ بولتا ہے تو آپ اس کی ضد میں آکر جھوٹ بولنے لگیں۔ یہ نہیں کہ آپ کا حریف غریب مزدور اور کسان کی حمایت کرتا ہے تو آپ ان کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں یا ارتکاز دولت کرنے والوں کی حمایت کرنے لگیں۔

علامہ اقبال رح حقیقی معنوں میں حکیم الامت تھے۔ انہوں نے مزدور اور کسان کی حمایت میں بھرپور آواز بلند کی۔ ایک ایسا آوازہ جس میں سب آوازیں مدغم ہونے لگیں ؎

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

اپنی نظم "سرمایہ و محنت" میں کہا ؎

دستِ دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہے
اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکوٰۃ

اور اپنی نظم "الارض" میں جاگیرداروں کو شدت سے جھنجھوڑا ؎

دہ خدایا! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں میری نہیں

اپنے ایک مضمون میں یوں رقمطراز ہیں؛

مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے اقتصادی پہلو کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ اس خاص اعتبار سے اسلام کتنی بڑی نعمت ہے۔

فاصبحتم بنعمتہ اخواناً
(اس کی نوازش سے تم بھائی بھائی ہو گئے)

میں اسی نعمت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ کسی قوم کے افراد صحیح معنوں میں ایک دوسرے کے اخوان نہیں ہو سکتے جب کہ وہ ہر پہلو سے ایک دوسرے کے ساتھ مساوات نہ رکھتے ہوں اور اس مساوات کا حصول بغیر ایک ایسے سوشل نظام کے ممکن نہیں جس کا مقصود سرمایہ کی قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھ کر مذکورہ بالا مساوات کی تخلیق اور تولید ہو۔ (زمیندار ۲۴ جون ۱۹۲۳ء)

قرآن مجید بار بار دولت مندوں سے کہتا ہے کہ تمہارے مال میں غریبوں کا حق ہے یعنی تم ان پر کوئی احسان نہیں کرتے ہو۔

وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

ارض و سما کے ہم ہی مالک ہیں اور نحنُ نرزقکم و ایاھم اور ہم ہی ہیں کہ تمہیں بھی اور انہیں بھی رزق دیتے ہیں۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں بار بار کہا گیا ہے کہ تمہارے مال میں غریبوں کا حق ہے۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم
(ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق ہے)

اور فرمایا وَ آتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَ الْمِسْکِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ
یعنی رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا؛

"ان فی المال حقاً سوی الزکوٰۃ"
(یقیناً مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لفظ "حق" ہی استعمال فرمایا۔ ساری دقتیں اور دشواریاں دولت کو گردش میں لانے کے سلسلے میں اسی لئے ابھرتی ہیں کہ ہمیں اس بات کا یقین نہیں آتا کہ ہمارے مال میں غریبوں کا حق ہے۔ حقدار کو حق دلانا ہر حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ اور جب بھی کوئی حق غصب کرتا ہے تو حکومت جبراً حقدار کو حق دلاتی ہے۔ اگر ہمیں یہ یقین آجائے کہ غریبوں اور مزدوروں کا ہمارے مال میں حق ہے تو منطقی اعتبار سے ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگر غاصبان حق برضا و رغبت حقداروں کو ان کا حق دینے پر آمادہ نہ ہو تو حکومت جیسے دوسرے حق حقداروں کو جبراً دلاتی ہے، یہ بھی غریبوں کو جبراً دلائے۔ "تشکیل الٰہیات جدیدہ" میں علامہ اقبال رح نے امام ابن حزم رح کا چھ بار ذکر کیا ہے۔ امام ابن حزم جو بہت بڑے محدث تھے۔ المحلیٰ کی چھٹی جلد میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے پاس اپنی ضرورت سے زائد غذا ہے۔ وہ ان لوگوں کو لوٹا دے جن کے پاس غذا نہیں ہے۔ صفحہ ۱۵۱

آپ غور کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ عطا کر دیجئے یا بخش دیجئے بلکہ لوٹانے کا لفظ استعمال فرمایا۔ اس لفظ کے استعمال سے یہ وضاحت فرما دی کہ تم حقداروں کو ان کا

حق لوٹا رہے ہو کوئی احسان تو نہیں کر رہے ہو۔ ابو سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک جنس اور مال کی ایک ایک قسم کا جدا جدا ذکر کیا حتیٰ کہ ہمیں یقین آگیا کہ فالتو مال پر ہمارا کوئی حق نہیں رہا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضؓ نے ایک سال جب غلّے کا شدید قحط ہوا، احکام صادر کئے کہ میں نے غلّہ سٹاک کرنے کے مختلف مرکز بنا دیئے ہیں اور وہ تمام لوگ جن کے گھروں میں غلّہ پڑا ہے، ان مرکزوں میں اس غلّے کو اکٹھا کر دیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ ہر گھر کے افراد کے تناسب کے اعتبار سے اس غلّے کو مساوی طور پر تقسیم فرماتے رہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ ابو عبیدہ بن جراح رضؓ نے ان جاگیرداروں کو اس غلّے کا کون معاوضہ دیا تھا۔ بلال بن حارث المزنی رضؓ کو ایک بہت بڑا رقبہ حضورؐ نے عطا کیا۔ حضرت عمر رضؓ نے جب زرعی اصلاحات شروع کیں تو زمین کا وہ تمام حصّہ جسے وہ کاشت نہ کر سکے، ان سے چھین لیا اور مسلمانوں میں اسے بانٹ دیا۔ یہ واقعہ "کتاب الخراج" میں بھی لکھا ہے۔ اور "کنز العمال" میں بھی ہے۔ میں پھر اس بات کی وضاحت کرتا ہوں کہ بلال رضؓ بن حارث کو حضرت عمر رضؓ نے اس چھینی ہوئی زمین کا کوئی معاوضہ نہ دیا تھا۔ بعض دوستوں نے کہا کہ یہ باتیں تو درست ہیں لیکن ان باتوں کو ذاتی انتقام کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس لئے ان باتوں کا اظہار نہ کرنا ہی مناسب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ذاتی انتقام کے لیے تو تمام تعزیرات کو استعمال کیا جا سکتا ہے، تو کیا اس خدشہ کی بنا پر تمام تعزیرات میں تحریف اور تادیل کی جائے۔ اگر کوئی احکامِ الٰہی کو ذاتی انتقام کی خاطر استعمال کرتا ہے تو وہ اللہ اور معاشرے کے سامنے جوابدہ ہے اور اللہ کے قانون جزا و سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

سب کچھ لٹا دیا

اُم المومنین حضرت خدیجہ رضؓ حجاز کی ممتاز متموّل خاتون تھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے مال سے تجارت کرتے تھے۔ جب اس ہمہ گیر اور بھرپور انقلاب کو برپا کرنے کا کام آپ نے شروع کیا تو ان کا کاروبار مندا پڑنے لگا۔ جب آپ نے یہ اعلان کیا کہ تمام انسان اللہ کی نظر میں برابر ہیں۔ بلال حبشی رضؓ سردارانِ قریش سے افضل ہے تو عربوں کی حمیّت جاہلیہ کو سخت دھچکا لگا۔ پھر ہمہ تن انقلاب کے کام میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے حضورؐ کو تجارت کا کام بند کر دینا پڑا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خدیجہ کبریٰ رضؓ کے پاس جس قدر اندوختہ تھا۔ اسلام پھیلانے کی خاطر خرچ کر ڈالا۔ تمام اثاثہ اس راہ میں لٹا دیا گیا۔ نوبت یہاں پہنچی کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے تو آپ کے پاس سواری کے لیے کوئی جانور بھی نہ تھا۔

سردارانِ قریش نے جب اس تحریک کو شدت سے ابھرتے ہوئے اور جھوٹی قدروں کو مسمار ہوتے ہوئے دیکھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجاز کا حکمران بنانے کے لئے تیار ہو گئے اور کہا کہ ہم آپ کو اپنا فرمانروا بنا لیں گے، ہم عرب کی حسین ترین عورت آپ کے نکاح میں دینے کے تیار ہیں، ہم دولت کے ڈھیر آپکے قدموں میں لگا دیں گے، بشرطیکہ آپ اسلامی نظریۂ حیات کے پرچار سے باز آجائیں۔ مگر اس انسان نے جو تمام کائنات کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھا تھا اور جو دونوں جہاں کی سعادتیں بنی نوعِ انسان کی جھولی میں ڈالنا چاہتا تھا، ان تمام پیشکشوں کو ٹھکرا دیا اور گالیاں اور پتھر کھانے پر راضی ہو گئے۔

قریش اور عرب کے سرداروں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ ہم تمہارے پاس کیسے آکر بیٹھیں، تمھاری مجلس میں ہر وقت غریب، مفلس اور نچلے طبقے کے لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا تو ہم آکر بیٹھیں گے، مگر وہ انسان جو رنگ، نسل، خون اور خاک کے بتوں کو توڑنے کے لئے آیا تھا، اس نے ان سرداروں کی خاطر غریبوں کو دھتکارنے سے انکار کر دیا۔

تمام انسانوں کے لئے یکساں رحمت تھے

اس تحریک کی ایک ابھری ہوئی خصوصیت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ملک، اپنی قوم اپنے قبیلے اپنے خاندان کے مفاد کو نوعِ انسان کے مفاد پر ترجیح نہ دی۔ آپ ہر قسم کی عصبیت، ذات پات اور اقربا پروری سے بالاتر رہے۔ اسی بات نے انسانوں کو یقین دلایا کہ آپ تمام اقوام کے لئے سراپا رحمت بن کر آئے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کی آواز پر ہر قسم کے انسانوں نے لبیک کہا اگر آپ اپنے گھرانے کی برتری کے لئے کام کرتے تو غیر ہاشمیوں کو کیا پڑی تھی کہ آپ کا ساتھ دیتے؟ اگر آپ کو یہ فکر لاحق ہوتی کہ قریش کی برتری اور اقتدار کو تو کسی طرح بچا لوں تو غیر قریش عربوں کو کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ وہ اس کام میں شریک ہوتے۔ اگر آپ عربی کا بول بالا کرنے کے لئے اٹھتے تو بلال رضؓ حبشی اور صہیب رومی رضؓ اور سلمان فارسی رضؓ کو کیا پڑی تھی کہ آپ کا ساتھ دیتے۔ وہ بات جس کی وجہ

سے تمام بنی نوعِ انسان آپ کی طرف کھنچے چلے آئے آپ کی بے لوث خدا پرستی تھی اور آپ کا تمام ذاتی، خاندانی اور نسلی مفادات سے بلند و برتر ہونا تھا۔

جب آپ نے یہ آواز بلند کیا کہ بلال حبشی رضؓ سردارانِ عرب سے افضل ہیں اور ہر طرح کی فضیلت اور شرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر ہے اور قریشی اور ہاشمی ہونے کی بنا پر تمہیں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے تو قریش اور عرب کے سردار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ آپ کے قتل کی سازشیں کرنے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ کو خیرباد کہنا پڑا۔ جب آپ مکہ سے جا رہے تھے تو آپ نے حضرت علی رضؓ سے کہا! علی! تم یہیں رہ جاؤ، یہ لوگ جو میرے قتل کے درپے ہیں ان کی امانتیں لوٹا دینا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کی امانتیں بھی لوٹا دینے والے اور ہم سیاست کی بنیاد بے غنڈہ گردی اور شہدا پن پر قائم کرنے والے، ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا نسبت؟

جب فتح مکہ ہوا تو آپ کی راہ میں کانٹے بچھانے، والے، آپ پر اوجھریاں پھینکنے والے، آپ کے قتل کی سازشیں کرنے والے سب سر جھکائے ہوئے کھڑے تھے۔

آپ نے فرمایا:

اِذھبُوا اَنتُم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم

جاؤ میں تم سب کو رہا کرتا ہوں آج کے دن کے بعد تم پر کوئی ملامت نہیں ہے آج بات ختم ہو گئی اور میں نے تم سب کو معاف کیا۔ بات بات پر اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ کہنا کہ میں تمہیں معاف نہیں کروں گا، حد درجہ غیر اسلامی بات ہے۔ یہ فقرہ ابوجہل اور ابولہب کہتے تھے کہ ہم تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو بار بار اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ کہتا ہے کہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا، ابوجہل اور ابولہب کی رُوح اس کے اندر حلول کر گئی ہے۔

منتشر اجزاء کو مرتّب کیا۔

محمّدی انقلاب کی ایک ابھری ہوئی خصوصیت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاشرے کے منتشر اجزا کو مرتب اور مربوط کیا اور اسے باطل سے ٹکرا دیا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جوانوں کو بوڑھوں سے ٹکرا دیا ہو اور (GENERATION GAP) کا سوال پیدا کر دیا ہو۔ انھوں نے یہ نہیں کیا کہ غریبوں کو امیروں سے بھڑا دیا ہو۔ انہوں نے یہ نہیں کیا کہ مزدوروں کو صنعتکاروں سے اور کسانوں کو زمینداروں سے ٹکرا دیا ہو۔ اور معاشرے کے مختلف طبقوں کو آپس میں گتھم گتھا کر دیا ہو جیسا کہ کارل مارکس اور لینن نے کیا۔ آپ نے جوانوں سے کہا کہ بوڑھوں کے سفید بالوں کا خیال کرو، آپ نے بوڑھوں سے کہا کہ بچوں پر شفقت کرو۔ من لم یوقّر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منّا (جو بڑوں کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سب کچھ معاشرے کی فلاح و بہبود پر لگا دیا تو اپنے قائد کے اس ایثار کو دیکھ کر معاشرے کے متموّل افراد کے اندر غریب پروری کا جذبہ خود بخود ابھرنے لگا اور کسی جبر اور تشدد کے بغیر بلکہ شدید رضا و رغبت کے ساتھ معاشرے کی خوشحالی پر بے دریغ خرچ کرنے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امیروں سے کہا کہ تمہارے پاس جو کچھ مال و منال ہے، سب اللہ کا بخشا ہوا ہے اور غریبوں کا تمہارے مال میں حق ہے۔ ان کا حق ان کو لٹا دو۔ یوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاشرے کے مختلف طبقوں کو باہم متحد اور منظم کیا اور حق کی حمایت میں باطل کے خلاف سب کو صف آرا کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا:

"واللہ لیتمّن ھذا الامر حتّٰی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت فلا یخاف الا اللہ ولکنکم تستعجلون" خدا کی قسم دعوتِ اسلام کا جو کام ہوا ہے پایۂ تکمیل کو پہنچ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ صنعاء یمن سے حضرموت تک مسافر چلا جائے گا اور اسے کسی کا کھٹکا نہ ہوگا۔ عدی بن حاتم رضی اللہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا "لتفتحن کنوز کسریٰ"۔ وہ وقت یقینی طور پر آنے والا ہے جب کسریٰ کے خزانے تمہارے قدموں پر ڈھیر ہوں گے۔ حضور نے جب یہ الفاظ فرمائے مسلمانوں کی بے چارگی کا یہ حال تھا کہ خود ان کے وطن کے دروازے بھی ان پر بند تھے، قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا نام سن کر متعجب ہوئے۔ عدی بن حاتم رضؓ ضبط نہ کر سکے حیران ہو کر پوچھا! "کون کسریٰ؟ کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران؟" فرمایا! ہاں! وہی اور کون؟" آپ نے فرمایا عدی!

(باقی ۲۰ پر)

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کی مستورات کے لیے ضروری نصیحتیں

(محمد شفیع محمد السندی، میرپور سندھ)

(قسط نمبر ۲)

شرط دوم جو عورتوں کی بیعت کے وقت درمیان میں لائے ہیں، وہ یہ ہے کہ چوری کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اور یہ برائی اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اور کم عورتیں ہونگی جو اس برائی سے خالی ہوں گی۔ لہٰذا اس برائی سے روکنا ان کی بیعت کی ایک شرط ہے۔ چونکہ عورتیں اپنے شوہروں کے مالوں میں سے ان کی اجازت کے بغیر متصرف ہوتی ہیں اور بے تحاشہ ان کو فضول گنواتی اور خرچ کرتی ہیں (لہٰذا) وہ چوروں کے زمرے میں داخل ہیں اور چوری کے کبیرہ گناہ کی مرتکب بنتی ہیں۔ یہ بات عام طور پر عورتوں کے بارے میں کہی جا سکتی کیونکہ یہ بات ثابت ہے۔ یہ خیانت سب عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات محقق ہے۔ بجز اس کے کہ جسے اللہ تعالےٰ بچائے۔ کاش! اس برائی کو برا شمار کریں۔ اور اسے بد تصور کریں۔ یہ بات خطرے کی ہے کہ ان کے حق میں اس برائی کے حلال ہونے کی نسبت غالب ہے (یعنی وہ اس برائی کو حلال سمجھتی ہیں) اور اس کی راہ سے ان کے بارے میں کفر کا خوف زیادہ ہے۔ (حرام کو حلال سمجھنے میں ان کے کفر کا خوف ہے) حکیم مطلق اللہ جل شانہٗ نے شرک کی ممانعت کے بعد چوری کی ممانعت کا حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ اس برائی کو حلال سمجھنے کی وجہ سے عورتیں اس کفر میں راسخ قدم رکھتی ہیں (یعنی یہ برائی ان کو کفر تک لے جاتی ہے) اور ان کے حق میں یہ سب کبیرہ گناہوں سے زیادہ بڑی ہے۔ اور جب عورتوں میں بار بار شوہروں کا مال (بلا اجازت) ظلم سے لینے سے خیانت کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، تو ان کی نظر سے دوسروں کے مالوں میں تصرف کرنے کی قباحت (برائی) بھی زائل ہو جاتی ہے۔ اور بے تحاشہ دوسروں کے مالوں میں سے خیانت و چوری کرتی ہیں۔ یہ معنی تھوڑا تھوڑا سا غور کرنے سے واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ عورتوں کے حق میں چوری کی ممانعت اسلام کی اہم ضروریات میں سے ہے اور شرک کے بعد اس کے حق میں اس برائی کو متعین کیا گیا ہے۔

ضمیمہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرات اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب سے بڑا چور کون ہے؟ یعنی چوروں میں سے بدترین چور کون ہے؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہم نہیں جانتے آپ ہی فرمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا چور وہ ہے، جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ اور ارکان نماز" کو پورے اور کامل طور پر ادا نہ کرے۔

(لہٰذا) اس چوری سے بھی بچنا ضروری ہے تاکہ بدترین چوروں میں شمار نہ ہو۔ حضورِ دل کے ساتھ نماز کی نیت کرنی چاہیئے کیونکہ نیت کے سوا کوئی عمل صحیح نہیں ہوتا۔

قرأت بھی درست پڑھنی چاہیئے۔ اور رکوع و سجدہ کو اطمینان سے بجا لانا چاہیئے۔ یعنی رکوع کے بعد ٹھیک طرح کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہنا چاہیئے دو سجدوں کے درمیان بھی ٹھیک طرح بیٹھنا چاہیئے اور ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنا چاہیئے۔ تاکہ قومہ اور جلسہ میں اطمینان میسر

ہو۔ جو نمازی ایسا نہیں کرتا وہ چوروں کی قطار میں داخل ہوتا ہے اور اس وعید کا مورد بنتا ہے۔

شرط سوم جو عورتوں کی بیعت قرآن کریم سے ثابت ہے وہ ہے زنا کی ممانعت۔ عورتوں کی بیعت میں اس شرط کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ زنا کا حصول تقریباً عورتوں کی رضامندی کے حصول کے واسطہ سے ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے نفسوں کو اس عمل کیلئے خود مردوں کو پیش کرتی ہیں۔ پس عورتوں کی اس عمل میں پہل ہوتی ہے۔ اور ان کی رضامندی اس عمل کے حصول میں معتبر ہے پس اس عمل کی ممانعت عورتوں کے حق میں زیادہ تاکید سے کی گئی ہے۔ اور مرد اس عمل میں عورتوں کے تابع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں زانیہ عورت کو زانی مرد پر مقدم فرماتا ہے۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۝ (النور آیت ۔ ۲)

ترجمہ:۔ بدکارہ عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو۔ اور یہ برائی دنیا اور آخرت میں خسارہ پہنچانے والی ہے۔ اور سب مذہبوں میں قبیح اور بُری ہے۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے انسانوں کے گروہ! زنا سے پرہیز کرو۔ اس میں چھ خصلتیں ہیں۔ تین دنیا میں ہیں اور تین آخرت میں۔ تین خصلتیں جو دنیا میں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ زنا کرنے سے رونق، نورانیت اور صفا زائل ہو جاتی ہے۔ اور دوم اس سے محتاجی پیدا ہوتی ہے تیسری بات یہ ہے کہ عمر میں نقصان لاتی ہے اور تین خصلتیں جو زانیوں کے لئے آخرت میں ہیں ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہے۔ دوسری بات حساب بری طرح (سختی سے) ہوگا۔ اور تیسری دوزخ کا عذاب ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام میں آیا ہے کہ آنکھوں کا زنا محرمات کو پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا محرمات کی طرف چل کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (النور آیت ۔ ۳۰ ۔ ۳۱)

ترجمہ:۔ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے، جو وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

جاننا چاہیئے کہ دل آنکھ کے تابع ہے۔ جس وقت تک محرمات آنکھ سے پوشیدہ نہ ہوں، تب تک دل کی محافظت مشکل ہے۔ جب آنکھ (محرمات کے دیکھنے میں) گرفتار ہو جائے۔ تو دل کی محافظت دشوار ہے، جب دل (محرمات میں) گرفتار ہو جائے، تو شرمگاہ کا بچانا دشوار ہے۔ اس لئے محرمات سے آنکھوں کا بند رکھنا ضروری ہے تاکہ شرمگاہ کی حفاظت ہو سکے۔ اور دینی اور دنیاوی خسارے میں نہ ڈالے

قرآن مجید میں اس بات سے منع فرمایا گیا ہے کہ عورتیں بیگانہ مردوں کے ساتھ نرم و ملائم بات کریں۔ (غیر مردوں کے ساتھ عورتوں کو نرم و ملائم بات نہ کرنی چاہیئے) جیسے بدکار عورتیں کرتی ہیں) تاکہ بدکار مردوں کے دلوں میں برا وہم نہ آجائے۔ اور ان کے دلوں میں بُری طمع پیدا نہ ہو جائے۔ اور عورتیں مردوں سے "قول معروف وحسن" (بھلی و اچھی بات، جو "وہم وطمع" سے خالی ہو) کہیں۔

اور اس بات کی بھی ممانعت آئی ہے کہ عورتیں اظہار زینت ومحاسن خود" (اپنی زیب زینت و خوبی اور بناؤ سنگار و میک اپ) کو مردوں کے سامنے نہ کریں۔ اور مردوں کو خواہش میں نہ ڈالیں۔

نیز اس بات کی بھی ممانعت ہے کہ عورتیں اپنے پاؤں کو زمین پر ماریں، تاکہ ان کی پوشیدہ (زیور) کی زینت ظاہر ہو۔ جیسے پازیب یا اس کی مانند دوسرے بجنے والے زیوروں میں حرکت پیدا ہو، اور آواز نکلے، کیونکہ یہ بات بھی مردوں کو عورتوں کی طرف مائل کرنے والی ہے۔

حاصل کلام جو چیز بھی فسق کی طرف لے جانے والی ہے۔ وہ منع اور قبیح ہے۔ اس بات کی احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ

محرمات کے مقدمات (مبادی حرام کی طرف رجوع کرنے والی ابتدائی باتوں) کا ارتکاب نہ کیا جائے، تاکہ محرمات سے نفس کی سلامتی میسر ہو۔ واللّٰہ سبحانہ العاصم اور اللہ تعالیٰ ہی بچانے والا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ ۝ (ھود آیت - ۸۸)

ترجمہ: اور مجھے تو صرف اللہ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پوشیدہ نہ رہے کہ اجنبی عورت بھی دوسری عورت کو، شہوت کی نظر سے دیکھنے اور مس (ہاتھ لگانے) میں، اجنبی (بیگانے) مرد کی مانند ہے۔

عورت کے لئے روا نہیں کہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسری عورت یا مرد کے لئے اپنے آپ کو آراستہ کرے۔ اور زیب و زینت کرے۔

جس طرح مردوں کو امردوں (بے ریش و نابالغ لڑکوں) کو شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے۔ اور ان سے مساس شہوت کی نظر سے حرام ہے، اسی طرح عورتوں کو بھی دوسری عورتوں کو شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے اور ان سے مساس (ہاتھ لگانا) شہوت کے ساتھ حرام ہے۔ اس بات کا اچھی طرح خیال رکھیں، کیونکہ یہ دنیا و آخرت کے خسارہ کی شاہراہ ہے۔ مرد و عورت کا ملاپ دونوں کی جنسوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے مشکل ہے اور اس میں بہت سی رکاوٹیں ہیں۔ مگر اس کے برعکس، ہم جنس ہونے کی وجہ سے ایک عورت کا دوسری عورت کو ملنا نہایت سہل و آسان ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ مرد کا عورت کی طرف دیکھنے اور عورت کا مرد کی طرف دیکھنے کی نسبت، عورتوں کا عورتوں کی طرف دیکھنے اور مساس کرنے کو خوب اچھی طرح منع کرنا چاہیئے۔

شرط چہارم

جو عورتوں کی بیعت میں فرمائی گئی ہے، وہ ہے اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت۔ کیونکہ جاہلیت کے زمانے میں (عربوں) کی عورتیں اپنی بیٹیوں فقر کے ڈر سے قتل کروا دیتی تھیں۔ یہ برا فعل ناحق جان کے قتل کرنے کے ضمن میں آتا ہے۔ اور قطع رحم بھی ہے۔ اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

بقیہ: محمدی انقلاب

"لئن طالت بك حياة لتنسون الرجل يخرج ملء كفه من ذهب يطلب من يقبله فلا يجد احدا" (صحیح بخاری)

یعنی عدی تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے۔ اگر تم زندہ رہے تو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ اسلامی معاشرے کی خوشحالیوں کا یہ حال ہو گا کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر صدقہ و خیرات کے لئے نکلے گا مگر خیرات لینے والا نہ ملے گا۔ سب آسودہ حال ہوں گے۔

عدیؓ کہتے ہیں کہ میں زندہ رہا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے فتح ایران کے بعد کسریٰ کا خزانہ کھولا اور صحابہ نے اسلامی معاشرے کی خوشحالی کا وہ دور دیکھا کہ صدقہ و خیرات لینے والا کوئی شخص نہ ملتا تھا۔

محمدی انقلاب امن اور سلامتی، آسودگی اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ ایک لمحے کے لئے غور کیجئے کہ اپنے آقا سے بے وفائی کر کے ہم نے کیا پایا ہے۔ چوریاں اور ڈکیتیاں جنکے تذکرے سے آدھا اخبار بھرا ہوا ہوتا ہے۔ افلاس، بھوک، چیتھڑے اور دھجیاں۔

ساتھیو! وقت کا سب سے اہم تقاضہ یہ ہے کہ اس ملک میں محمدی انقلاب برپا کرنے کے لیے ہم اپنا مال، اپنا وقت، اپنی توانائی، اپنی تمام جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو کھپا دیں۔ نتائج تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ تمام عواقب اور نتائج سے بے پروا ہو کر اس عظیم مقصد کے لئے جسم و جان کی بازی لگا دینی چاہیئے۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے۔ اس جان کی تو کوئی بات نہیں

بنک ڈرافٹ، منی آرڈر یا دفتری کاروباری خطوط

بر صرف

مینیجر ہفت روزہ خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور لکھیں

ادارہ کے کسی کارکن کا نام دفتری خطوط پر نہ لکھیں

بصورت دیگر تعمیل میں تاخیر کا امکان ہے۔

(ناظم)

تحقیق : الامام جلال الدین السیوطی
ترجمہ و ترتیب : زاھد الراشدی



المنتخب من الجامع الصغیر

ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کھانے پر بسم اللہ

ابو یعلیٰ سندِ حسن کے ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کھانے کے آغاز پر بسم اللہ پڑھنا بھول جاؤ تو درمیان میں جب یاد آئے "بسم اللہ اولہ وآخرہ" پڑھ لیا کرو۔

سونے سے پہلے

طبرانی اور حاکم ، سندِ صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے سے پہلے چراغ کو بجھا دو ہو سکتا ہے چوہا چراغ کے جلتے ہوئے فتیلہ کو پکڑ لے اور اس سے گھر میں آگ لگ جائے اور دروازے بند کر دو مشکوں کے منہ بند کر دو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھانپ دو۔

درد کے وقت

احمد اور طبرانی سندِ حسن کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص درد محسوس کرے تو درد والی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ دعا سات مرتبہ پڑھے۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور ہر چیز پر اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔

نااہل حکمران

بخاری حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جناب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حکمران نااہل لوگوں کے سپرد کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔

سوتے وقت

بزار سندِ حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اپنا پہلو بستر پر رکھ دو (یعنی لیٹ جاؤ) اور سورۃ الفاتحہ و سورۃ الاخلاص پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے تم امن میں ہو جاؤ گے۔

پانی میں مکھی

بخاری اور ابن ماجہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مکھی پینے والی چیز میں گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبو کر نکالو اور پھر پیو کیونکہ مکھی کے ایک پر کے نیچے بیماری ہے اور دوسرے پر کے نیچے اس کی شفاء ہے۔

مرنے والے کی نیکیاں

ابو داؤد ، ترمذی ، حاکم ، اور بیہقی ، سندِ صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مرنے والوں کی نیکیوں کا ذکر کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو۔

چار باتیں

احمد طبرانی ، حاکم اور بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سندِ حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر چار باتیں تمہارے اندر موجود ہیں تو دنیا کی کسی چیز کے نہ پانے کا غم نہ کرو ۱۔ سچی گفتگو ۲۔ امانت کی حفاظت ۳۔ اچھے اخلاق ۴۔ حلال کی روزی

منافق کی علامات

بخاری ، مسلم ، ترمذی اور احمد حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص

باقی ۲۸ پر

انوار الصلوٰۃ

تقریر دلپذیر

حضرت مولانا سیّد احمد بریلویؒ

مرتبہ

محمد یٰسین الٰہ آبادی

الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تو نے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جس کی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہاں کی نعمت پاویں اور اس کی رہنمائی سے عرفان کی لذت اٹھاویں۔ بیں درود اس نبی مختار اور اس کے آل اطہار اور اصحاب کبار پر ہو جیو کہ جس نے بشر کو ضلالت اور گمراہی سے باز رکھا اور علماء فضلاء کو زیور علم و دانش سے آراستہ کیا۔ پیچھے حمد خدا اور نعت رسولؐ کے ارباب دانش پہ ظاہر ہو جیو کہ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے حکم کو معلوم کرے۔ اور مرضی نامرضی اس کی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں اور جو بندگی بجا نہ لاوے بندہ نہیں اور بندگی نماز ہے کہ بدون اس کے کوئی بندگی قبول نہیں۔ کیونکہ سراسر بندگیوں اور برے کاموں سے بچنے کا یہی ہے۔ اور اس نماز سے کوئی غافل نہیں۔ نہ درخت نہ عمارات نہ پرند نہ حیوانات نہ حشرات نہ زمین نہ پہاڑ نہ آسمان نہ ارواح نہ فرشتے۔ جیسے کہ تمام درخت اور عمارات کی قیام ہے۔ اور پرند اور حیوانات کی رکوع اور تمام حشرات کی سجود اور زمین اور پہاڑ کی قعود اور ستاروں اور آسمان کی حرکت اور ارواح اور فرشتوں کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت اور تلاوتِ قرآن اور ذکر و دعا اور اس انسان کو کہ خاص چیلا سرکاری ہے۔ ساری خوبیاں تھوڑے عرصہ میں مرحمت فرمائیں۔ اور خلیفہ کر کے سب پہ اس کو حکم دیا جس نے فرماں برداری کی اور حکم بجا لایا۔ اس کا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جس نے نافرمانی کی اور اس پر قائم نہ رہا۔ وہ بے منصب ہوا اور الٹے پاؤں دوزخ میں گرا۔ اور جاننا چاہیئے کہ جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے۔ اس کو ثواب ایسا ملتا ہے جیسا کہ زکوٰۃ اور حج اور روزے اور جہاد کا۔ اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا خدا کی بندگی کے واسطے کرے بجائے زکوٰۃ کے ہے۔ اور رُخ ہونا طرف کعبے کے حج ہے تکبیر تحریمہ بجائے احرام کے اور مُنہ طرف قبلہ کے کرنا بجائے طواف کے اور کھڑا ہونا بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجود اور رکعتیں مانند دوڑنے درمیان صفا مروہ کے اور موقوف کرنا کھانا پینا بجائے روزے کے ہے۔ اس لیئے کہ صوم بند کرنا نفس کا ہے اور بند کرنے سے نفس کے ایک ساعت بھی اس کی خواہشوں سے ایک صورت صوم کی ہو جاتی ہے۔ بلکہ نسبت روزے کے ایک طور سے زیادہ بند کرنا ہے۔ اس واسطے کہ توجہ ظاہری اور باطنی طرف غیر کے کرنا نہیں چاہیئے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت میں ڈالنا نفس کا اس کی سختوں کے اوقات میں نماز اس کے واسطے جہاد ہے۔ لیکن نماز میں حضوری دل کی شرط ہے۔ کہ بدون اس کے نماز پوری نہیں لکھی جاتی بلکہ کبھی آدھی کبھی تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ یا چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا نواں یا دسواں اسی واسطے ہے کہ ہر رکن نماز میں اتنا ٹھہرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح ہے۔ ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپ کو سامنے اپنے رب کے جانے اور اس کو متوجہ حال اپنے کا سمجھے اور جونسی سورت پڑھے مضمون اسی سورت کا خیال کرے۔ اگر مقام عتاب اور غصے کا ہے خوف کرے اور پناہ چاہے اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہے۔ اس کو خدا سے طلب کرے اور سوا اس کے اور بھی باتیں ہیں کہ وے واسطے خاص کے ہیں نہ واسطے عام کے اور حضوری بغیر تاثیر دل کے میسّر نہیں اور تاثیر دل کی بدون دانست معانی الفاظ کے حاصل نہیں۔ اسی واسطے جو کچھ نماز میں ہے معنی اس کے ہندی زبان میں محاورے کے موافق لکھے ہیں۔ اکثر غریب لوگ جو ان معنوں سے مطلق بے خبر ہیں۔ سمجھ کے حضور دل سے نماز گزاریں اور بہت سی حلاوت پاویں اور ایک فائدہ اور ہے اگر معنی الفاظ کے جانیں تو سب برے کاموں سے کہ جن سے نقصان ایمان کا ہے۔ بچیں اور معلوم کریں کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے۔ اسی پہ قائم رہیں اور ہر ایک طالب ایمان کو لائق ہے کہ حقیقت نماز

کی اس طور پر جانے کہ حضرت حق نے مجھ کو تمام پیدائش میں بہتر پیدا کر کے بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور محتاج اور اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہیں کیا اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا اور جاننا چاہیئے کہ ایسی نعمت عظمٰی سے محروم رہنا اور وعدہ سخت عذاب کا سر پر لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے پس اسی طرحِ عظمت نماز کی خوب سمجھ کر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہو دیں بجا لاوے، پہلے طہارت اور پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور جو حاجت نہانے کی ہو غسل کرے جیسا کہ کوئی جب بادشاہ کے دربار کے جانے کا ارادہ کرتا ہے پہلے حمام کرتا ہے۔ پھر کپڑے پہن کے جاتا ہے بعد اس کے منہ طرف کعبے کے کھڑا کرے، ف سر اس میں یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین ہے اور تمام زمین اسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدائش جسم آدمی کی خاک سے ہے جب ظاہر جسم اپنے کو طرف اس کی اصل کے متوجہ کیا باطن کو بھی یعنی روح کو طرف اس کی اصل کے یعنی حق تعالیٰ جو پیدا کرنے والا اس کا ہے۔ متوجہ کیا چاہیئے اور ہمیشہ اوقاتِ پنجگانہ نماز بلاشبہ وقت دربار اور حضور کا جان کر حاجات اپنی عرض کرے۔ اب بیان نماز کا اور معنی الفاظ کے مثال پہلے مثلاً جس وقت کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دل میں مقرر کر کے حاضر دربار خاص کا ہو اور نہایت تعظیم اور عقیدہ درست اور نیت خالص سے بعینہٖ اسی بادشاہ عالی جاہ کے کھڑا ہو کر اور رُخ التفات کا اور طرف سے ہٹا کر کہے۔ اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے ف تو اسی وقت بادشا عالی جاہ اپنے بندے کے قصد اور ارادے پر مطلع ہو کے عنایت خاص مرحمت فرماتا ہے۔

ف اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا تکبیر میں وست بردار ہونا دونوں جہان سے ہے۔ ف نیت اور تکبیر فرض ہے بعد اس کے دعاء استفتاح ہے اور اس میں تعظیم اور توحید ہے وہ یہ ہے سبحانک اللھم . . . . ولا الہ غیرک یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں میں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوا تیرے ف یہ دعا سنت ہے کہ جس قدر کلام تعظیم اور توحید کے اس بندے کی زبان سے صادر ہوتے ہیں۔ عنایت شاہی اس پر دو چند نازل ہوتی ہے۔ ایسے وقت نزول رحمت الٰہی کے خیال سے کہ حضور بادشاہ کا میسر ہے۔ دل اپنا حاضر کر کے حاجات اپنی عرض کرے لیکن پہلے عرض سے مضمون دفع شیطان کا کہ وہ بڑا حارج اور دشمن قدیم ہے۔ ہوشیار ہو کر دل میں لاوے اور زبان سے کہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان پھٹکارے سے حاصل اس کا راندے گئے سے ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے، رحم والا ہے۔

ف یہ شروع ہوا عرضداشت کا اور عرضداشت یہ ہے الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے۔ الرحمٰن الرحیم بہت مہربان نہایت رحم والا۔ مالکِ یوم الدین۔ مالک انصاف کے دن کا ایاک نعبد و ایاک نستعین تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ چلا ہم کو راہ سیدھی صراط الذین انعمت علیہم راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا غیر المغضوب علیہم والضالین۔ نہ ان کی جن پر غصہ ہوا ہے اور بھٹکنے والوں کی یہ عرضداشت اللہ صاحب نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمائی الحمد وقت جی چاہے اسطرح کہا کریں بعد اس کے آمین کہنا یعنی عرض ہماری قبول کر۔ سنت ہے اور یہ لفظ قرآن کا نہیں بالاتفاق اور نماز میں اس کے ساتھ ایک سورۃ اور ملا وے۔

ف پڑھنا سورۂ فاتحہ کا اور ملانا ایک اور سورے کا واجب ہے۔ اور پڑھنا اعوذ اور بسم اللہ کا سنت ہے۔ اور اس مقام پر سورۃ اخلاص یعنی قل ھو اللہ لکھی جاتی ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ عوام الناس نماز میں بیشتر اسی کو پڑھتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ توحید اور صمدیت اللہ کی اور یکتائی اور بڑائی اس کی اس سورہ میں باختصار خوب ہے۔ اس واسطے کہ حکم اس کا اس طرح نازل ہوا قل ھو اللہ احد تو کہہ اللہ ایک ہے۔ اللہ الصمد، اللہ پاک ہے۔ یعنی کھانا پینا کچھ نہیں۔ صمد اس کو کہتے ہیں جو خود کسی کا محتاج نہ ہو اور اسی کے سب محتاج ہوں۔ لم یلد ولم یولد نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا۔ ولم یکن لہ کفوا احد ۔ اور نہیں اس کے برابر کوئی اس عرضداشت کے مضمون کو اس طرح سے سمجھے کہ جیسے کوئی مفلس تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو کر اپنی عاجزی اور مفلسی اور اس کی تونگری اور بڑائی بیان کرتا ہے۔ اور بڑا امیدوار ہو کر کچھ مانگتا ہے، اور جس وقت وہ مفلس

عنایت بے نہایت اس بادشاہ عالیجاہ کی معلوم کرتا ہے۔ بڑی تعظیم سے آرزو پابوسی کی کر کے جھکتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی العظیم۔ پاک ہے میرا صاحب بڑی عظمت والا۔

ف رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ حضور میں بسبب عظمت کے پیٹھ میری جھک گئی بعد اس تعظیم کے دُعا ہے۔ اس پر کہ سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ۔ سنی اللہ نے اس کی بات جس نے سراہا اسے بعد دعا کے مدح اور ثنا ہے کہ اسے کھڑا ہو کر کہے۔

ربنا لک الحمد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ربنا

اے صاحب ہمارے تیری ہی تعریف ہے بہت تعریف ہے پاک جس میں خوبیاں ہیں ایسی تعریف کہ جسے دوست رکھے اور راضی ہو ہمارا صاحب **ف** یہ کھڑا ہونا پیچھے رکوع کے دلالت ہے۔ اس پر کہ اس عاجزی پر میں مستقیم ہوا یہ کھڑا ہونا واجب ہے شبہ والے کو چاہیئے کہ درمختار اور کتابیں مثل کنز اور وقایہ کو دیکھے، علم کے بجائے قول صحیح پر یہ دعا پڑھنی سنت ہے اور جاننا چاہیئے کہ اب وقت پابوسی کا سجدہ کیجئے اور کہیئے۔ سبحان ربی الاعلیٰ پاک ہے میرا صاحب بہت اونچا رکوع اور سجود میں بقدر ایک تسبیح کے ٹھہرنا فرض ہے۔ اور تین بار تسبیح منقول کہنا سنت ہے۔ لیکن مضمون اس مدح اور ثنا کا موافق اپنے حوصلے کے سمجھنا بہت ضروری ہے کہ بعد تعظیم کے پھر کھڑا ہونا اور مدح اور ثنا کا عرض کرنا اور پورا سنبھل کر زمین پر سر رکھنا سنت ہے۔ **ف** جاننا چاہیئے کہ رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے۔ اس سے بندے کو معلوم ہوا کہ مجھ پر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام بزرگ میں بدون طلب اور اجازت کسی نقیب چوبدار کے مجھ کو دخل ہوا۔ اسی واسطے بہت سی تعریف کرتا ہے اور پیشانی اپنی خاک پر رکھتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ اور جاننا چاہیئے کہ سجدہ مقام نہایت قربت اور ظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے۔ یہ بندہ مارے ہیبت کے بعضے مضمون جو نہیں کہنے آیا۔ اسی واسطے حکم ہوا کہ ایک دم ٹھہر کر دوسری بار عرض کرے یہ مضمون ہے جسے کا اور جلسے میں یہ الفاظ کہنے نہایت خوب ہیں اور سنت ہیں۔

حدیث صحیح میں آئے ہیں وہ یہ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ۔ اے اللہ بخش مجھے اور رحم کر مجھ پر اور راہ دکھا مجھ کو [illegible] کر مجھے اور نقصان میرا دور کر۔ جلسے اور قومے میں سوا اس کے [illegible] منقول ہے۔ لیکن حنفی مذہب میں ایسا

ثابت ہوا ہے کہ وہ دعائیں اگر نفل نماز کے قومے اور جلسے میں پڑھے اور سنت ہے۔ اس لئے کہ فرض نماز میں ان دعاؤں کا پڑھنا سنت نہیں ہے مگر قومے میں سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ اور اللھم ربنا و لک الحمد فرض نماز بھی سنت ہے پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین پر سر رکھے اور کہے سبحان ربی الاعلیٰ اور جاننا چاہیئے کہ جس وقت رکوع یا سجدہ کرے اور اور اللہ اکبر کہے۔ اس اللہ اکبر کے مضمون کو اسی طرح سمجھے کہ ایک اوّل میں سمجھا تھا۔

ف جس وقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات اور تسبیح موافق اپنے حوصلے کے کر چکا تو قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی۔ اگرچہ بیٹھنا سامنے ایسے بادشاہ عالیجاہ کے ترک ادب ہے۔ لیکن مضمون اس کا مثال پر اس طرح سمجھے کہ یہ بیٹھنا روبرو اپنے صاحب کے اس واسطے ہے کہ مثلاً جس وقت صاحب پاؤں اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ خدمت پابوسی کی اس پر لازم ہے بجا لاوے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے۔ لیکن اس مقام کو بھی عبادت سے خالی نہیں رکھا چاہیئے کہ تحفہ درود اور سلام کا اور پڑھنا تشہد کا مقرر ہے۔ اس طرح پر التحیات للّٰہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عبدہٗ و رسولہٗ

یعنی سب بندگیاں زبان کی اللہ کو ہیں اور سب بندگیاں بدن کی اور سب بندگیاں مال پاک کی سلام تم پر اے نبی اور رحمت اللہ کی اور خوبیاں اس کی سلام ہم پر اور جتنے بندے اللہ کے اچھے ہیں سب پر گواہ ہوں اس بات کا کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے اور گواہ ہوں میں اس کا کہ محمد ﷺ بندہ اس کا ہے اور رسول اس کا پڑھنا التحیات کا قعدے پہلے اور دوسرے میں واجب ہے اور بیٹھنا قعدے پچھلے میں بقدر پڑھنے التحیات کے فرض ہے اور مضمون قعدے آخر کا اس طرح سمجھے کہ یہ وقت دربار کے رخصت کا ہے۔ السلام علیک کر کے باہر آنا چاہیئے اور السلام علیک اس دربار کے صاحب کا یہ ہے کہ التحیات للّٰہ والصلوات والطیبات بعد اس کے سلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر ہے اس طرح کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ اور اپنے واسطے اور سب بندوں کے واسطے اس طرح ہے کہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین بعد اس کے تشہد ہے اور تشہد کہتے ہیں گواہی دینے کو وہ یہ ہے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

جاننا چاہیئے کہ یہ گواہی توحید کی ہے کہ خدا کو ایک جانے

اور اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی کا بندہ جانے اور رسول اسی کا پہچانے اور معلوم کرے کہ ایسے ہی مضمون کو زبان پر لانے اور دل میں یقین کرنے سے مسلمان ہوا ہے اور نماز فرض ہوئی اور اسی پر ختم ہوئی اور معلوم رکھے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے تکرار اسی مضمون کی اوّل آخر آیا کرتی ہے۔ اسی واسطے پہلے تکبیر تحریمہ ہے کہ قصد حاضر ہونے دربار خاص کا کرتے ہیں۔

اِنّی وجھت . . . . . من المشرکین۔ پڑھتے ہیں یعنی میں نے منہ کیا اس کی طرف کہ جس نے زمین اور آسمان بنائے ایک طرف کا ہو رہا اور میں شرک نہیں کرتا اور اندر نماز کے بھی یہ مضمون بہت ہے۔ جیسے کہ لا الٰہ غیرک اور ایاک نعبد و ایاک نستعین موجود ہے اور جس وقت دربار سے رخصت ہونے تو یہی عہد و پیمان کر اُٹھے کہ اشھد ان لا الٰہ . . . . ورسولہ۔ بعد اس کے درود پڑھے۔ اللھم صل . . . . انک حمید مجید۔

الٰہی رحمت خاص بھیج اوپر محمدؐ کے اور آل محمدؐ کے جیسے رحمت خاص بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ کے اور آل ابراہیمؑ کے تو ہی ہے سراہا گیا بزرگی والا ہے۔ اللھم بارک . . . . انک حمید مجید۔ الٰہی برکت بھیج اوپر محمدؐ کے اور آل محمدؐ کے جیسے کہ برکت بھیجی تو نے اوپر ابراہیمؑ کے آل ابراہیمؑ کے تو ہی ہے سراہا گیا بزرگ۔ اب ادب کے ساتھ نماز سے باہر آنا چاہیئے۔ باہر آنا نماز سے فرض ہے اور تحیہ مسنون نماز سے باہر آنے کا شرع میں یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ منفرد کو چاہیئے کہ وقت نماز کے فرشتوں کراماً کاتبین کی جو اس کے داہنے اور بائیں ہیں، نیت کرے اور مقتدی جو امام کے پیچھے برابر ہے اور داہنے طرف والے مقتدی فرشتوں کی نیت کرے اور اسی طرح بائیں طرف کے سلام میں امام اور بائیں مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے اور جو مقتدی کہ امام کے داہنے ہے داہنے سلام میں مقتدی اور فرشتوں کی جو اس سے داہنے ہیں نیت کرے اور بائیں سلام میں امام اور مقتدی اور فرشتوں کے جو اس کے بائیں طرف ہیں نیت کرے اسی طرح جو مقتدی کہ امام کے بائیں ہے اور جو مقتدی کہ داہنے طرف کنارے صف ہے داہنے سلام میں فرشتوں کی نیت کرے اور بائیں سلام میں امام اور مقتدی اور فرشتوں کی اور مقتدی بائیں طرف کے کنارے والا علیٰ ھذا القیاس اس کے بعد ایک دعا پڑھنی سنّت ہے۔ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام ؕ

یا اللہ تو ہی ہے سلام اور تجھی سے ہے سلام اور برکت والا ہے۔ تو ای صاحب بزرگی اور بخشش کے۔ حدیث کی صحیح روایتوں میں یہ دعا اسی قدر مذکور ہے۔ جاننا چاہیئے جو یہ بندہ پانچ وقت بیچ دربار ایسے بادشاہ عالیجاہ کے بے منّت اور احسان کسی دوسرے کے حاضر ہو کے سرفراز ہوا تو پھر لازم ہے کہ جو اپنے مالک کے سامنے اقرار کر آیا اس پر قائم رہے یہ نہیں کہ پانچ وقت پروردگار کے سامنے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہہ آوے بعد اس کے کسی اور کو پوجے اور وقتِ مصیبت کے کسی اور کو پکارے اور مدد چاہے اور لازم ہے کہ جو خدا سے دعا کرے کہ اھدنا الصراط المستقیم تو اس کو تحقیق کرے کہ صراطِ مستقیم کی راہ رضامندی حق تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ کیا ہے اور کمال شفقت ہے اس بندے کے واسطے پروردگار نے تین رکعت نماز وتر مقرر فرمائی ہے۔ کہ جس کے ادا کرنے سے بندہ اپنے خالق کے سامنے عزیز ہوتا ہے۔ اور نماز وتر واجب ہے۔ اوپر قول صحیح کے اور دعا قنوت پڑھنا تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قرأت کے پیچھے واجب ہے وہ دُعا یہ ہے

اللھم انا نستعینک . . . . بالکفار ملحق۔

ترجمہ :- اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے اور بخشش چاہتے ہیں ہم تجھ سے اور ایمان لائے ہیں ہم ساتھ تیرے اور بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم اوپر تیرے اور تعریف کرتے ہیں ہم تیری اور شکر کرتے ہیں ہم تیرا اور نہیں انکار کرتے ہم تیرا اور دور کرتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں، ہم اس کسی کو جو نافرمانی کرے تیری اے اللہ تجھی کو پوجتے ہیں ہم اور تیری ہی نماز پڑھتے ہیں ہم سجدہ کرتے ہیں ہم اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں ہم اور خدمت کو حاضر ہوتے ہیں ہم اور امید رکھتے ہیں تیری مہربانی کی اور ڈرتے ہیں ہم عذاب تیرے سے مقرر عذاب تیرا منکروں کو لگنے والا ہے۔

اب بندے مومن کو چاہیئے کہ اپنے دل کی طرف ذرا انصاف سے رجوع کرے کہ یہ سب اقرار جو ایسے حضور کے وقت میں سامنے اپنے مالک کے کرے اور موافق اس اقرار کے عمل میں نہ لاوے پھر روزِ جزا کے کون سا منہ لگا کے اس قہار کے سامنے

جاوے گا۔ ایمان نام فقط اقرار ہی کا نہیں ہے بلکہ اقرار ساتھ یقین کے چاہیئے کہ ثمر اس کا عمل ہے اور عوام جو اس بات سے بے خبر ہیں۔ خواص کو واجب ہے کہ ان کو آگاہ کریں کہ جو منہ سے اقرار کریں اس کو عمل میں لاویں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ فاتحہ اس سورے میں اللہ نے دعا کی طرح بتلائی اور اللہ کے بتلانے برابر کسی کا بتلایا نہیں ہوتا اس واسطے یہ سورت بڑی بزرگی رکھتی ہے۔ اور دعا میں دستور یوں ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ باوجود یہ کہ سب آدمی محتاج بے مقدور ہیں، پر سوال کرتے ہیں جو آدمی سخی کریم باہمت اور بامقدور ہوتا ہے۔ اسی سے مانگتے ہیں جتنا تفاوت آدمیوں میں اوصاف سے ہوتا ہے۔ اتنا ہی سوال کرنے میں فرق پڑتا ہے۔ جس میں سخاوت نہ ہو اس سے نہیں مانگتے اور سخاوت ہو پر ترش روئی بھی ہو اس سے بھی مانگنے میں پرہیز کرتے ہیں اور جو ترش رو بھی نہ ہو بہت خلیق ہو پر دینے کے پیچھے اترا دے جتلا دے منت رکھے اس سے بھی مانگنا اچھے آدمیوں کو سخت بھاری ہوتا ہے۔ اور جو بے مقدور ہو تو اس سے مانگنا ہو ہی نہیں سکتا اور جتنے یہ اوصاف ہو کامل ہوں اتنا مانگنا اس سے خوب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مانگنا عزت ہو جاتا ہے جب کوئی بڑا ہی کریم باہمت بامقدور سخی ہو کر وہ اپنی خوبیوں کے سبب مانگنے والے کا ہر طرح پاس کرے اس سے مانگنا عزت ہو جاتی ہے اور سوال کرنے میں آدمی اول وہ صفتیں اور خوبیاں بیان کرتا ہے کہ جس سے سوال رد نہ ہو۔ اور ایسا کہتا ہے کہ جس سے سوال کرے وہ بھی مان لے اور اقرار کرے۔ کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں اور تیرا کہنا سچ ہے تو بھی دل کے اعتقاد سے کہتا ہے۔ جب یہ سب ہو کر سوال ہوتا ہے تو ہرگز وہ سوال رد نہیں ہوتا۔ بلکہ سوال کرنا واجب ضرور ہو جاتا ہے۔ ایسے سخی کریم سے اور اس سے ملنا بھی ایسا یقین ہوتا ہے جیسا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جب آدمی کا احوال معلوم کرے کہ آدمیوں میں ایسا ہو پھر اللہ کی ذات پاک کہ جس کی تمثیل نہیں ہو سکتی ہے اور مالک خالق اور مخلوق کا فرق بوجھے۔ کہ جب بندہ مخلوق ایسا ہو تو وہ مالک خالق کس درجے میں ان خوبیوں کے ہے۔ ان خوبیوں کو سچے دل سے سمجھ کر کہے ایسا کہ اُدھر سے جواب پاوے کہ سچ یوں ہی ہے اور تیرا کہنا سچا ٹھیک ہے پھر اس کے پیچھے سوال ضروری ہے اور اس کا رد نہیں ہونا لابد ہے قبول ہونا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کمال اس سورے میں اپنے بندوں کو تعلیم فرمایا تاکہ حضور دل سے سمجھ کر ایسا کہیں کہ جواب پاویں اور سوال کریں اور ایسی صفتیں اللہ کی بیان کریں کہ دل میں تہ نشین ہو جاویں کہ ایسے اوصاف والے کی درگاہ میں ہرگز سوال رد نہیں۔ ان وصفوں میں پہلے الحمد للہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام خوبیاں اسی کی ہیں غیر کی نہیں فی الحقیقت وہی ہے۔ خوبیوں والا اس میں سب خوبیاں آگئیں پھر اس کے پیچھے کئی خاص وصفوں کو بیان کیا کہ جن سے بندے کے دل میں حضوری اور بڑی محبت بہت چمک جاوے اور سوال کی تمہید جیسی چاہیئے ویسے ہی دل میں مضبوط ہو یہ اس کو ہے جو سمجھ کر کہے اور جو غفلت کرے وہ اس نعمت سے رہ جاوے حاصل اتنا ہے کہ سوال مانگنا ایسا ہو کہ ضرور قبول ہو جائے۔ خوبیوں کے بیان کرنے سے اور مالک کے اقرار سے کہ ہاں ایسا ہی ہوں جیسا تو کہتا ہے۔ کیا بڑا اس کا کرم ہے کہ اس نے آپ ہی بندوں کو سکھلایا کہ کہیں الحمد اللہ سب حمد اللہ ہی کو ہے حمد کہتے ہیں نیکی اور تعریف خوب کرنے کو مسلمان آدمی جب اس کو کہیں تب چاہیئے کہ اس کو تحقیق اسی طور پہ کہیں اور اللہ کے سامنے اپنے اس مضمون کو کہ جیسے منہ سے مجمل کہا ہے مفصل کہیں اور دل میں یقین لاکر اللہ کے حضور اس مفصل کو اپنے اعتقاد ہو جب اثبات پہنچا دیں اور اثبات کرنے کی طرح دل میں یہ ہے کہ جس کی تعریف کو خیال کرے سمجھے کہ اللہ ہی کی فی الحقیقت یہ تعریف ہے۔ مثال اس کی جیسا کسی خوبصورت کو جو بڑے درجے کا خوبصورت ہو دیکھے۔ اور اس کے حسن کی تعریف کرے تو غور کرے کہ اس کی تعریف جو میں کرتا ہوں اس کا حسن اس کے قابو کا نہیں اور اس نے اپنا حسن آپ نہیں کر لیا یہ اللہ نے اپنے کرم سے بنایا وہ اس کا خالق ہے۔ فی الواقع حسن کا مالک وہی ہے۔ اور تعریف اسی کی چاہیئے اس آدمی کی تعریف کرنی ایک طرح کی غفلت ہے۔ ہر چند درست ہے اور اسی طور پر حسن کی تعریف کسی چیز پر ہوئے سخاوت یا شجاعت پر سب میں یہی بات سمجھے کہ اللہ ہی کی یہ چیز ہے تو اللہ کی تعریف کا لحاظ کرے کہ کیا بے شمار ہیں اور جس بندے میں کوئی وصف ہے سو وہ اسی کی ایک ادنیٰ بخشش ہے کہ اسی نے اپنے بندے کو ایک تعریف کی چیز دی ہے۔ رب العالمین پرورش کرنے والا ہے۔ سارے جہانوں کا سوا خدا تعالیٰ کے جو چیز کسی عالم میں ہے سب کی پرورش وہی کرتا ہے۔ پرورش کچھ کھانے پینے ہی پر موقوف نہیں کھانا پینا بھی ایک پرورش ہے۔ فرشتوں کی پرورش یہ ہے کہ اللہ ان پر ایسی عنایت فرماتا ہے کہ جس سے ان کا کمال

بڑھ جاوے اور خوشی زیادہ حاصل ہو سو پرورش سے وہ بھی خالی نہیں کوئی کسی آدمی کو ایسا خوش کرے یا اس پر مہربانی فرمائے کہ وہ آدمی اس کے سبب تازہ فربہ ہو جاوے یہ کھانا دینے سے بہتر ہے اور بڑی پرورش ہے اللہ کی عنایت اسی طور پر ہوتی ہے ۔ فرشتوں کی پرورش یونہی کرتا ہے ۔ رب العالمین کا وصف بڑا وصف ہے کیونکہ وہ پرورش کرتا ہے تمام جہانوں کی کہ جن کا کچھ پایاں نہیں دوست دشمن بھلے برے کو بہتوں کو بغیر سوال کے پالتا ہے ۔ جو ایسا رب ہو تو وہ البتہ سوال کرتا ہے ۔

ف جب مسلمان اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی تعریف ایسی کرے کہ اسے دل سے سمجھے اور ٹھیک جانے کہ اسی طور پر ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں فی الحقیقت وہ ایسا ہی ہے تو اللہ اس پر متوجہ ہو کر اس کا جواب آپ ارشاد فرماتا ہے کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں اور اس بندے کو بھی جتاتا ہے اس جواب پر ہر ایک بندہ اپنے مرتبے کے موافق یا کلام سنتا ہے یا اسے الہام ہوتا ہے ۔ یا دل کو تسکین اور قرار اور خوشی اللہ کے متوجہ ہوتی ہے اور قبول کرنے کو حضور دل سے سمجھ کے سوال کرنے کے سبب یہ بات ہوتی ہے ۔ اس میں تفاوت نہیں ہوتا الرحمٰن الرحیم بہت رحم والا ہمیشہ رحم کرتا ہے جو شخص کہ رحم اور پرورش کرتا ہے ۔ اگر اس سے ہر کوئی وقت بے وقت مانگے تو گھبرا جاتا ہے اور کبھی کبھی خفا ہو کر سخت کہنے لگتا ہے ۔ اور جھنجھلاتا ہے اللہ کا ایسا رحم بہت اور ہمیشہ ہے کہ اس کو کبھی مانگنے اور پرورش کرنے سے خفگی اور جھنجھلاہٹ نہیں آتی جتنا کوئی مانگے وہ اتنا خوش ہو اسی لیے اس نے الرحمٰن الرحیم فرمایا مالک یوم الدین مالک ہے جزا کے دن کا جزا کا دن قیامت ہے اور اللہ کی مالکیت ہمیشہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مگر ان دونوں میں اتنا فرق ہے کہ دنیا میں بظاہر اور بھی مالک کہلاتے ہیں گو وہ مالکیت عاریت اور ناپائدار ہے کیونکہ اصل مالک اللہ ہی ہے ۔ لیکن قیامت میں یہ عاریت کی مالکیت بھی اٹھ جاوے گی جیسے کوئی شخص کہ کسی زمیندار کی زمین میں رہتا ہو اور اس کا رعیتی ہو اور وہ شخص اس زمیندار کی غائبانہ باقی رعیت کے سامنے اپنے تئیں اس زمین کا مالک کہتا ہو تو وہ شخص جب زمیندار کے سامنے . . . .

. . . . . جاوے گا تب آپ کو ہرگز مالک نہ کہے گا اور وہ زمین اپنی نہ بتاوے گا ۔ بلکہ اس زمیندار کے روبرو یوں کہے گا کہ میرا

جان اور مال اور جورو اور لڑکے سب تمہارے ہی ہیں ۔ یہی حال ہوگا اس زمیندار کا وہاں کے راجہ کے سامنے اور اس راجہ کا کسی نواب کے روبرو اور اس نواب کا کسی بادشاہ کے سامنے قیامت کو سب کا حال اس سے زیادہ ہوگا ۔ مالک حقیقی کے سامنے سو اس طرح اللہ کی مالکیت اور بادشاہی اس دن آشکارہ ہوگی اور سب پر کھلے گی ۔ سب اس کی مالکیت کا اقرار کریں گے ۔ کیونکہ اس کے حضور ہوں گے ۔ اور ہر بات پر اللہ کی طرف سے جواب ہوتا ہے ۔ جیسا اس کا بیان پہلے لکھا گیا ۔ جب یہ تعریف اور خوبیاں اللہ کی کرے تو اللہ سے اس کو جو معاملہ ہے سو کہے کہ ایاک نعبد تجھ کو پوجتے ہیں ہم یعنی عبادت نری اللہ کی ہے ۔ عبادت اصل میں تعظیم کا نام ہے تعظیم کی دو طرح ہیں ایک وہ کہ اللہ نے خاص اپنے واسطے مقرر کی جیسے نماز روزہ ، حج ، نماز کسی کے لئے نہ پڑھے ۔ روزہ کسی کے واسطے نہ رکھے ۔ سوا خدا کے اور جو کوئی سوا خدا کے اور کے واسطے کچھ بھی کرے شرک ہوتا ہے اور اس کے سوا تعظیم کرے تو اس کو بھی اللہ کے واسطے ایک طرح خاص جانے کہ اللہ کے حکم سے کرتا ہوں ۔ ماں باپ کی تعظیم اور خدمت سب اللہ کے حکم سے بجا لاوے کہ اللہ کی مرضی ہے اس واسطے کرتا ہوں ۔ اس وجہ سے ساری تعظیم کی صورتیں اللہ کی ہو جاتی ہیں ۔ خاص کر و ایاک نستعین اور تجھی سے اعانت چاہتے ہیں ہم ۔ اعانت کا بھی حال عبادت کا سا ہے ۔ ایک اعانت وہ ہے کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسے رزق ، اولاد ، بزرگی مانگنی ۔ کسی سے یہ چیزیں مانگنی نہیں درست ہے اور کسی کے اختیار میں یہ چیزیں نہیں اور ایک اعانت ایسی ہے کہ ظاہر ایک آدمی دوسرے سے چاہتا ہے جیسے پانی مانگنا ، کھانا پکوانا اس کو بھی اللہ کا حکم جانے تو یہ بھی استعانت اللہ سے ہے کہ اللہ کے مرضی کے مطابق ہم اعانت چاہتے وہ بھی اللہ کی اعانت ہے جیسے کوئی امیر کہہ دے کہ پانی میرے خدمت گاروں سے مانگ بھیجو اور کھانا ان سے پکوا لیجیو ۔ پھر ان خدمت گاروں سے یہ کام لینے اس امر کی اعانت ہے اسی طرح اگر ایک بادشاہ نے فرمایا ہو کہ میرے فلانے غلام کی ایسی تعظیم کیجیو اس غلام کی تعظیم بادشاہ کی تعظیم ہے ۔ اس وجہ سے عبادت بہ معنی تعظیم کے اور اعانت خاص خدا کے لئے سمجھے تو اس کہنے والے کا ایسا حال ہو جاتا ہے جیسے کسی کا غلام کہ ہرگز اور در پہ نہیں جاتا اور کسی سے کچھ نہیں مانگتا کہ بھوک تکلیف سے مرے پر اس در سے نہ ٹلے اور ثنا صفت اپنے مالک کی کرے ایسے غلام

پھر کیا ہی مالک سنگدل بخیل ہو اس کے دل کو بھی جوش اور رحم آجاتا ہے۔ اگر کہیں سے اس مالک کو نہ میسر آوے تو ایسے غلام کے لئے چاہتا ہے کہ کسی سے مانگ ہی دوں جب اللہ کی ثناء صفت کرے۔ بندہ یہ کہتا ہے کہ تیری تعظیم کرتا ہوں تجھی سے مدد چاہتا ہوں اور اس کو دل میں جانچتا ہے کہ یونہی ہے اور اللہ اس کے مطابق اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کا سچا ہونا فرماتا ہے جیسے پہلے بیان گذرا تو خود اللہ اس بندے کی طرف بڑا فضل کرتا ہے اور جس میں اس کی خوبی اور کمال ہو وہ اب عنایت فرماتا ہے۔ پھر اللہ نے ہی اپنے کرم سے بتلایا کہ مجھ سے مانگا کرو۔ یہ سب مضمون کہہ کر کہ ایسے مضمون کے پیچھے ایسے سائل کی دعا اور سوال کوئی رد کرتا ہے۔ خدا کے کرم کا تو کچھ پایاں نہیں وہ کیوں رد کرے گا اور وہ دعا یہ بتلائی کہ اھدنا الصراط المستقیم بتلا ہم کو سیدھی الصراط المستقیم سے اللہ کی رضا سمجھنا چاہیئے۔ اور چیز اس مقام پر سمجھنی لائق نہیں اس واسطے کہ جو کوئی کچھ مانگے کتنا ہی خوب سے خوب مانگے اللہ کے خزانوں میں ہزار چند اس سے بہتر ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی اللہ سے مانگے ایسی بہت اس طرح کی حوریں مجھے ملیں اور ان حوروں کے بیان میں خوبیاں اس کے خیال میں گذریں بلکہ ساری مخلوق کے خیال میں گذریں وہ سب کے اور اس کے سوال کے مطابق اللہ تعالے عنایت فرما دے پھر اللہ اپنی قدرت سے ایسی حور پیدا کرے کہ یہ حوریں جو اس کے مانگنے کے موافق ملیں اس حور کے آگے لونڈی ہی ہو جاویں اس واسطے اچھا سوال یہی ہے کہ اس کی رضا مانگے اپنی تجویز نہ کیجئے۔ اس کی رضا سے جو ہوگا سو خوب ہوگا اور اپنی تجویز بہت بہتر سے بہتر بھی کبھی پشیمانی اور پچھتانا ہے۔ جب اپنی تجویز سے بہتر چیز اللہ پیدا کرتا ہے اور نظر آتی ہے۔ اس وقت اس تجویز کرنے والے کو پشیمانی آتی ہے کہ میں نے اپنی تجویز سے زیادہ کیوں نہ مانگا اسی لئے اصل مانگنا اس کی رضا کا ہے جب اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اپنے بندے سے راضی ہو جو چاہے اور جو گمان و خیال سے باہر ہو وہ بخشتا ہے اور دیتا ہے اور اس کی ذات کا یہی تقاضا ہے اور رضا اس کی بے پایاں ہے۔ ہمارے پیغمبر کو اللہ نے وہ چیزیں دیں کہ کسی مخلوق کو نہ ملیں کیا کچھ کمال اور خوبیاں بخشیں پر اللہ کی رضا ایسی بے شمار ہے کہ مانگنا اور اھدنا الصراط المستقیم کہنا نماز میں ہمیشہ موقوف نہ ہوا مدت العمر یہی حکم رہا کہ ہمیشہ صراط المستقیم مانگا کریں اور رضا خدا کی ہر اچھے کام پر ہوتی ہے اور اچھا کام کبھی بروں سے بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے عدالت انصاف کسی بابت میں کبھی کوئی کافر بھی کرتا ہے اور بعضے کافر محتاجوں کو دیتے ہیں مال خرچ کرتے ہیں اور انہیں جگہوں میں جہاں خرچ کرنا اچھا ہے۔ ایسی باتوں سے اور کاموں سے اللہ راضی ہوتا ہے پر یہ رضا کچھ کام نہ آوے گی۔ دنیا میں اللہ چاہے بدلا دے پر آخرت میں ان کو کچھ فائدہ نہیں ہے جب اللہ کی رضا کہ بعضے اچھے کام کہ بروں سے ہوتے ہیں۔ ان پر بھی ہووے ہے۔ تو اس واسطے صراط المستقیم کا بیان بتلایا کہ صراط الذین انعمت علیہم کہ راہ ان کی جن پر فضل کیا تو نے وہ لوگ پیغمبر اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں حاصل یہ ہوا کہ اپنی وہ رضا ہمیں دے جو ایسے لوگوں کو دی نہ ویسی رضا کہ جیسے کسی اچھے کام پر بعضے برے لوگوں کو ہو جاتی ہے۔ کہ ان پر غصے بھی ہوتا ہے۔ ان کی برائیوں سے اسی واسطے فرمایا غیر المغضوب علیہم نہ وے کہ جن پر غصہ کیا۔ جیسے گنہگار فاسق کہ خدا کے غضب میں ہیں۔ ہرچند کوئی کام ان سے اچھا بھی ہو جاوے کہ اللہ اس سے راضی ہو۔ ولا الضالین اور نہ گمراہ یعنی کافر ہرچند ان سے بھی کبھی کام اللہ کے رضامندی کا ہو جاوے پر ان کی راہ بھی ہرگز نہیں مانگنا ان کے نصیب وہ رضامندی نہیں کہ جو آخرت میں فائدہ دے۔

(تمام شد)

بقیہ ارشادات رسولؐ

رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار باتیں جس میں پائی گئیں وہ خالص منافق ہے۔ ۱جب بات کرے تو جھوٹ بولے ۲جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے ۳۔جب عہد کرے تو غداری کرے ۴جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

نفس پر قابو

ترمذیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیں گے اور اسے شیطان کے شر سے بچا لیں گے۔ جس نے چار حالتوں میں اپنے نفس کو قابو میں رکھا ۱۔ جب اسے لالچ دی جا رہی ہو ۲۔ جب اسے ڈرایا جا رہا ہو ۳۔ جب اسے کسی چیز کی خواہش ہو ۴۔ جب اسے غصہ آئے۔

اور چار باتیں جس شخص میں ہوئیں اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیں گے۔ ۱جس نے مسکین کو پناہ دی ۲۔ جس نے کمزور پر رحم کیا ۳۔ جس نے غلام کے ساتھ نرمی کی ۴۔ جس نے ماں باپ پر

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

(از سید عطاء الرحمٰن جعفری بی اے (آنرز) سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ)

چھ سال کی محلاتی سازشوں اور آمرانہ دور دورہ کے بعد خدائے قدوس نے اسلامیان پاکستان کو یہ توفیق ارزانی فرمائی ہے کہ وہ ایسے امیدواروں کو منتخب کریں۔ جو نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

نظریۂ پاکستان ان اصولوں کا نام ہے۔ جن کی بنیاد پر مملکت پاکستان قائم ہوئی۔ پاکستان کی تحریک اس بنیاد پر تھی۔ کہ مسلمان اپنے دین و مذہب کی اساس پہ ایک الگ قوم ہیں ان کا نظام ملک نظام سیاست اور نظام حیات جداگانہ ہے۔ قرآن حکیم میں اس کے حدود موجود ہیں۔ چنانچہ مسلمان ہندوستان کو تقسیم کر کے الگ وطن بنانا اور اس میں اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے۔

پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اور اسلام میں اس کا نصب العین ہے یہی وجہ تھی کہ تحریک پاکستان کے دنوں میں پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند ہوتا رہا۔ اور مسلمان یہی سمجھتے رہے کہ ہم اسلامی معاشرہ کے فرد۔ اسلامی مملکت کی رعایا اور اسلامی حکمرانوں کو منتخب کرنے والے ہیں اسی نعرہ کی بدولت ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے لاکھوں مہاجرین کے خاک و خون میں غلطاں قافلے پاکستان کی سرحدوں میں داخل ہوتے رہے۔ اور خدا کا شکر بجا لاتے رہے۔ کہ وہ ایک ایسے دیس میں داخل ہو رہے ہیں جہاں اسلام کے اصولوں کے مطابق حکومت ہوگی وہ یہ حقیقت سمجھتے تھے کہ ؎

روٹی کپڑا اور مکان — سب کا ضامن ہے قرآن

وہ اس اسلامی سلطنت میں ایک نئی صبح کے طلوع کے منتظر تھے۔ جو اسلام کے تابندہ اصولوں کی نوید عام ہو۔

آج جب ہم ربع صدی قبل کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک گونہ حیرت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ کامرانی صرف اس لئے حاصل ہوئی۔ کہ ہم نے آزادی کی جنگ کسی ازم کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلام کے نام پر لڑی تھی۔ آزادی کی صبح خون میں نہا کر طلوع ہوئی تھی۔ لاکھوں آنکھیں اپنے جیتوں اور جگر گوشوں کی دائمی جدائی پر خون کے آنسو ضرور رو رہی تھیں لیکن انہوں نے اپنی آنکھوں کے تاروں کی قربانی اس احساس اور علم کے ساتھ دی تھی۔ کہ سحر ہمیشہ خونِ صد ہزار انجم سے پیدا ہوتی ہے۔ آفتاب عالمتاب طلوع ہوتا ہے۔ تو ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں۔

علماء حق حضرت مفتی محمود صاحب کی قیادت میں میدان عمل میں آگئے ہیں۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے کا سہرا انہی علماء حق کے سر پہ ہوگا یہ علماء گلشن اسلام کے سچے عاشق ہیں۔ یہ ان بوریہ نشین سلف صالحین کے نقش قدم پہ چل رہے ہیں۔ جنہوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے تھے۔ ان کی زندگیاں گو سادہ ہیں لیکن ان کے خیالات کی بلندی کو کون پہنچ سکتا ہے۔ یہ کھادی کا موٹا لباس زیب تن کرتے ہیں۔ اور سادہ خوراک کھاتے ہیں۔ لیکن مت بھولئے کہ

نانِ جویں ہے جس میں قوتِ حیدری

ان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں خلافت راشدہ نظام قائم کیا جائے۔ تاکہ عدل۔ اخوت اور مساوات کے اصولوں پر اسلامی معاشرہ استوار کیا جائے۔

سیاسی مد و جزر کے بعد آمرانہ سازشوں کا تار و پود بکھر گیا ہے۔ اسلامیان پاکستان اب پاکستان قومی اتحاد کے ستاروں والے سبز پرچم تلے جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ پاکستان کا سیاسی مطلع جو گرد و غبار سے اٹا پڑا تھا۔ اب ایک روشن اور صاف ستھری سیاست کو دعوت عمل دے رہا ہے۔ طاغوتی طاقتوں اور سوشلزم کے گھٹا ٹوپ بادل جو افق پر چھائے ہوئے تھے۔ اب کافور ہو رہے ہیں ؎

یہ شرط ہے رات کے اندھیروں سے اک نیا آفتاب ابھرے
فقط ستاروں کا ڈوب جانا ہی دلیل سحر نہیں ہے

پاکستان قومی اتحاد معرض وجود میں آ چکا ہے۔ پاکستان قومی

اتحاد نظام مصطفےٰ کا داعی ہے۔ ایک جامع اسلامی آئین کو ترتیب دے کر۔

۱۔ اسلامی معاشی نظام کو بروئے کار لایا جائے گا۔

۲۔ آزاد خارجہ پالیسی تعین کی جائے گی۔

۳۔ پاکستان کو امریکی سامراج اور کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیوں سے نجات دلائی جائے گی۔

۴۔ اسلامی ملکوں کو اتحاد کی لڑی میں پرو دیا جائے گا۔

۵۔ معاشی مسائل حل کرنے کے لئے وسیع اور موثر تبدیلیاں عمل میں لائی جائے گی۔

۶۔ موجودہ عدالتی نظام کو یکسر تبدیل کیا جائے گا۔ اور عدلیہ کو مکمل آزادی دی جائے گی۔ تاکہ ہر شخص کو بآسانی اور جلد از جلد انصاف مہیا ہو سکے۔

۷۔ شہری آزادیاں بحال کی جائیں گی۔ دفعہ ۱۴۴ کے محبوس سائے اٹھائے جائیں گے۔

۸۔ تحریر و تقریر کی آزادی ہوگی۔

۹۔ مہنگائی کے خاتمہ کے لئے موثر قوانین نافذ کئے جائیں گے۔

۱۰۔ پاکستان میں سوشلزم آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ نوشتۂ دیوار ہے۔

۱۱۔ بے روزگاری ختم کرنے اور لوگوں کی عام اخلاقی حالت سدھارنے کے لئے وسیع اقدام کئے جائیں گے۔

۱۲۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک خصوصی محکمہ قائم کیا جائے گا۔ اور نئی پود کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے اسلامیات کو سکولوں اور کالجوں میں لازمی مضمون قرار دیا جائے گا۔ اسلامیان پاکستان کی آرزؤں اور تمناؤں کا محور اب پاکستان قومی اتحاد ہے۔ اور یہ تحریک مسلمانوں کی امنگوں کی تکمیل کی صورت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔

آفتاب نو پیدا بطن گیتی سے ہوا
آسمان ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تک

اے حمیت قومی جوش میں آ۔ اے حب الوطنی خروش دکھلا۔ اگر ہم نے اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کیا۔ اسلامی اقدار کو بلند کرنے آئین شریعت کے نفاذ کے لئے ووٹ دیئے۔ حضرت مفتی محمود صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہاتھ مضبوط کئے تو وطن عزیز اسلام کی ضیا پاشیوں سے جگمگا اٹھے گا۔ اور ہمارے سارے دکھوں کا مداوا ہو جائے گا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ: یادِ رفتگاں

نہ رکھ سکتے تھے اور عموماً تقاضوں کی شدت اور اصرار کے باوجود معذرت کر دیا کرتے تھے۔

محمد حلیم اسم کا اثر مسمّٰی میں بڑی حد تک واضح اور نمایاں تھا۔ چنانچہ صبر و قناعت اور حلم و بردباری ان کے امتیازی اوصاف تھے ہاں دینی معاملات میں کمتلب کبھی کبھی جلال کا رنگ بھی اختیار کر لیا تھا۔ محبت و نفرت میں الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا معیار پیش نظر رہتا تھا۔ مولانا نصیر الدین غور غشتوی سے بیعت ہو جانے کے بعد طبیعت میں خلوت و خمولت کی طرف زیادہ میلان پیدا ہونے لگا تھا۔ ان کے قریبی حلقوں کا بیان ہے کہ شب بیداری عادت مستمرہ تھی ویسے ایک دو دفعہ احقر کو بھی ان کے حجرہ کا خاص میں رات گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور رات کے آخری حصے میں ان کے قیام و سجود کا مشاہدہ تھی۔

اہل بنوں کی دیانتداری میں ان کی دعوت و تبلیغ کا بہت بڑا حصہ ہے

اسلام کی جامعیت اور وہ نہ صرف کے پیش نظر وہ نہ صرف اہل بنوں کی علمی راہنمائی فرماتے بلکہ ضرورت پڑنے پر ان کی اخلاقی اور سیاسی راہنمائی کا حق بھی ادا فرماتے۔

۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں جب کہ پورا پاکستان روٹی کپڑے مکان کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ بنوں میں شریعت اسلامی کے اجراء و نفاذ کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے امیدواروں کو نمایاں اکثریت سے کامیاب کرانا اہل بنوں کی دین دوستی اور دین پروری کا بین ثبوت تھا۔ بلاریب بنوں میں دینی فضا کے قائم کرنے اور اسلامی ذہنیت بنانے میں معراج العلوم کے اساتذہ و طلباء کی مساعی کا عموماً اور مفتی محمد حلیم صاحب کی دعوت و تبلیغ کا خصوصاً بہت بڑا حصہ ہے۔ امید ہے اہل بنوں انتخابات میں اس دفعہ بھی اہل حق علماء کرام کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔



تازہ سیرت کتاب کی دو جلدیں
دفتر میں ۱۱۲ ضروری ہیں
تبصرہ باری پر ہو گا

تعارف وتبصرہ

شرح اسمار الحسنیٰ!

قرآن حکیم میں اللہ کا ارشاد ہے کہ : "اللہ کے بہت سے اچھے نام ہیں تمہیں خدا کو انہی ناموں سے پکارو"۔

اور حدیث میں ہے ، نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ "اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جس نے ان کو حفظ کیا وہ داخل جنت ہو گا"!

اللہ تعالےٰ کے ان اسمارِ مبارکہ میں سے ایک ایک نام اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے ایک سمندر کی مانند ہے۔ جس کی گہرائی پر ذرا سی دیر کے لیے نظر کی جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں کو ان چیزوں سے واسطہ نہیں رہ گیا۔ دورِ حاضر کی حیا سوز اور ایمان سوز ثقافت اور اس کے ضمن میں ہزاروں قسم کی قباحتوں نے مسلمان قوم کا من حیث المجموع رشتہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرامین سے توڑ نہیں دیا تو کمزور بہت کر دیا ہے۔ ایسے میں شدید ضرورت ہے اس بات کی کہ وہ سلجھا ہوا لٹریچر جو افراط و تفریط سے پاک ہو اور جس کا منبع و ماخذ اللہ کی پاک کتاب اور نبیؐ کے ارشادات ہوں، اسے منظرِ عام پر لایا جائے اور خلقِ خدا کی اصلاح میں بھرپور کوشش کی جائے۔

مقامِ مسرت ہے کہ مکتبہ تدبیریہ تبلیغی امر سدھ فیروز پور روڈ لاہور کے باہمت اور فعال مالک مولانا محمد حنیف نے اس سلسلہ میں ایک عرصہ سے جد و جہد شروع کر رکھی ہے۔ موصوف کے زیرِ نگرانی شائع ہونے والی بعض کتابوں کے متعلق پہلے تبصرہ آ چکا ہے۔

زیرِ نظر کتاب سیرت مقدسہ کی مشہورِ عالم کتاب "رحمۃ للعالمین" کے عظیم المرتبت اور قابلِ صد افتخار مصنف علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے ہے۔ جس کی ابتدا میں موصوف نے قرآن و سنت سے ان اسمارِ مبارکہ کے متعلق آیات و احادیث کو جمع کیا پھر روایات کے ذریعہ ایک نقشہ میں ان کو ترتیب وار پیش کیا اور ایک ایک نام جس جس کتاب حدیث میں ہے اس کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد ایک ایک اسم پاک کے معانی، مصادر و ماخذ اور مخصوص برکات وغیرہ کا ذکر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قاضی صاحب مرحوم نے اپنے خداداد علوم سے اس کتاب کو اتنا وقیع اور جاندار بنا دیا ہے کہ خدا کے فضل سے اس کتاب کے مختلف النوع مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۲۵۶ صفحات بڑے سائز میں، کتابت طباعت اور کاغذ بہت اچھا اور قیمت محض ۔/۱۲ روپے جو انتہائی مناسب اور واجبی ہے۔ کوئی لائبریری اس کتاب سے خالی نہ ہونی چاہیے۔

مکتوباتِ امدادیہ!

حضرت شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس اللہ سرہ العزیز برصغیر اور اس سے باہر سے تعلق رکھنے والے لاکھوں بندگانِ خدا کے ہادی و مقتدا تھے۔ حتیٰ کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ بانی دار العلوم دیوبند جن کے متعلق حضرت پیر مہر علی گولڑوی کا ارشاد ہے کہ :

"مولانا نانوتویؒ اللہ تعالےٰ کی صفت علم کے مظہر اتم تھے"!

اور فقیہِ عصر مولانا گنگوہی نیز حکیم الامت مولانا تھانوی جیسے اکابر ان کے خوشہ چین تھے بلکہ وہ حضرات

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱۹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۷ء ۲۔ پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T ۳۴۷-۲۲۸۱ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء

محکمہ تعلیم ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۶۶-۲۰۷۹۶ DDA ۹ مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۳ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M./۲/۲۴-۱۰-۱۵۳۱ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء

جو ان اکابر دیوبند سے کسی درجہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ بھی حاجی صاحب قبلہ سے عقیدت و تعلق رکھتے تھے۔ حاجی صاحب کے ارشادات مختلف کتابوں میں محفوظ ہیں۔ بعض ان کی اپنی مرتب کردہ ہیں اور بعض دوسرے خدام نے مرتب کیں۔ لیکن ہر کتاب اور رسالہ کے ہر ہر لفظ میں علوم و معارف کا ایک سمندر موجود ہے۔

زیر تبصرہ رسالہ میں حضرت کے پچاس خطوط شامل ہیں جو حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کے نام ہیں۔ ان خطوط پر ایک صاحب دل نے سو فوائد بھی لکھے جو حاشیہ میں موجود ہیں۔ حاجی صاحب کے قلم مبارک سے خطوط حضرت تھانویؒ جیسے عظیم انسان کے نام!

اندازہ لگائیں ان میں کیا کچھ ہوگا بس حقیقت و معرفت کا ایک سمندر ہے جس کے کناروں کا دور دور پتہ نہیں۔ فوراً حاصل کریں۔ شاید کہ یہ گہر نایاب پھر نہ مل سکے۔

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور سے دستیاب ہے قیمت محض ۲/۲۵

شان رسالتؐ

حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی اکابرینِ دیوبند کے علوم و معارف کی زبان کہے اور سمجھے جاتے ہیں۔ میری ذاتی اور ناچیز رائے یہ ہے کہ موصوف کی تقاریر اچھے اچھے لوگوں کی باضابطہ تحریروں سے زیادہ وقیع اور جاندار ہوتی ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب موصوف کی ایک تقریر ہے جو تقسیم سے پہلے مدرسہ عربیہ خیر المدارس جالندھر کے سالانہ جلسہ پر کی گئی۔ سیرت نبوی اور شان رسالت کا عنوان! اور زبان قاری صاحب کی! یقین کریں کہ ایک ایک حرف دل میں پیوست ہوتا چلا جاتا ہے۔ بندہ نے اس سے پہلے بھی اس تقریر کو بارہا مرتبہ پڑھا۔ اور ہر دفعہ دل میں ایک نئی کیفیت پیدا ہوئی اور الحمد للہ ذات نبوتؐ سے عقیدت میں اضافہ ہوا۔

یہ تقریر پہلے بھی کئی دفعہ چھپ چکی ہے۔ اب ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور کے باہمت مالکان نے سفید کاغذ پر اچھی کتابت طباعت کے ساتھ شائع کی ہے۔ کارڈ بورڈ کی حسین اور خوبصورت جلد۔ قیمت ۲/۳۰ روپے

کیا حضرت مسیحؑ صلیب پر قتل ہوئے؟

حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کے یہودیانہ عقیدہ کی رد میں سابق پادری جناب شیخ محمد امین صاحب کی قیمتی تحریر۔ جس میں انجیل کے لاتعداد حوالوں سے صورت حال کی وضاحت کی گئی ہے اور قرآن کے چودہ سو سال کے قبل کے ارشادات (کہ وہ قتل نہیں ہوئے) کی تصدیق دنیائے عیسائیت کے حوالوں سے! انجمن تبلیغی مرکز مسلم بازار لاہور سے مل سکتی ہے۔ قیمت درج نہیں۔

شیخ التفسیر حضرت لاہوری قدس سرہٗ

حافظ نواب شاہ صاحب ہاشمی نے شیخ التفسیر قدس سرہٗ کی مبارک زندگی کو پنجابی نظم میں پیش کیا ہے۔ موصوف نے اس طویل نظم میں جو ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ واقعی کمال کر دیا ہے۔ شیخ کے متوسلین کے لیے اچھا اور قیمتی تحفہ ہے۔ ایک روپیہ میں جناب محمد امام الدین آپریٹر ٹیوب ویل گروپ ۲۱ تحصیل سرگودھا سے مل سکتا ہے۔ (اسعد رحمانی)

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیئر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔